عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوة

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد: ۳۲ | ۱۸ تا ۲۳ ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۶ تا ۳۱ اکتوبر ۲۰۱۳ء | شمارہ: ۳۹/۴۰

شہادت امیر المؤمنین

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

عشقِ حقیقی کا روح پرور منظر

دینی مدارس ہی مشکوک در مشکوک کیوں؟

قربانی

فضائل و مسائل

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

تکبیراتِ تشریق

محمد امین، کراچی

س:...... تکبیراتِ تشریق کب سے کب تک پڑھی جائیں؟

ج:...... ۹رذوالحجہ کے دن نمازِ فجر کے بعد شروع کی جائیں اور ۱۳رذوالحجہ کی نمازِ عصر کے ساتھ پڑھی جائیں، اس کے بعد ترک کردیں اور یہ تکبیرات تشریق ایام تشریق (۹رذوالحجہ سے ۱۳رذوالحجہ تک) میں ہر فرض نماز کے بعد ہر بالغ مرد و عورت پر واجب ہیں۔ عورتیں آہستہ آواز سے اور مرد ہلکی بلند آواز سے کہیں گے، تکبیراتِ تشریق یہ ہیں: "اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد۔"

نمازِ عید کی ادائیگی

س:...... اگر کسی کی عید کی نماز رہ جائے اور جماعت نہ ملے تو کیا وہ شخص خود اپنے گھر میں یہ نماز ادا کرے؟

ج:...... عید کی نماز باجماعت ہی ادا کی جاسکتی ہے، اس لئے جماعت کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام کیا جائے، اپنے طور پر پڑھنے کی اجازت نہیں ہے، اس لئے اگر جماعت نکل جائے تو اس کا کوئی کفارہ بھی نہیں، بس توبہ و استغفار کیا جائے۔

حج کے مہینوں میں عمرہ

س:...... حج کے مہینوں میں (شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ) اگر کوئی عمرہ ادا کرنے جاتا ہے تو کیا اس کے ذمہ حج فرض ہوجائے گا؟

ج:...... آفاقی شخص (جو میقات کی حدود سے باہر رہتا ہو) اشہرِ حج میں عمرہ کرے تو اس پر حج فرض نہیں ہوگا۔

حج بدل

س:...... ایک آدمی پر حج فرض تھا، مگر زندگی میں وہ حج ادا نہ کرسکا تو کیا اب کوئی اس کی طرف سے حج ادا کرسکتا ہے؟

ج:...... میت کی طرف سے حج بدل کرسکتے ہیں، اگر اس نے وصیت کی ہو تو ایک تہائی ترکہ میں سے حج کے اخراجات نکالے جائیں اور حج بدل کیا جائے۔ اگر یہ رقم پوری نہ ہو تو ورثا کی اجازت سے کُل مال میں سے بھی حج کیا جاسکتا ہے، بشرطیکہ سب ورثا راضی ہوں اور اگر میت نے وصیت ہی نہ کی ہو یا مال ہی نہ چھوڑا ہو اور ورثا اپنی طرف سے میت کا حج بدل کرانا چاہیں تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ یہ حج قبول فرماکر میت کے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔

حج تمتع اور حج قران کے افعال

س:...... کراچی سے جانے والے حضرات کون سا حج کرسکتے ہیں: حج تمتع یا حج قران؟

ج:...... آفاقی حضرات حج تمتع اور حج قران میں جس حج کا چاہیں احرام باندھ سکتے ہیں۔ حج تمتع میں میقات سے عمرہ کا احرام باندھا جائے گا اور عمرہ ادا کرکے احرام کھول دیں گے اور حج کے دنوں میں دوبارہ حج کا احرام باندھا جائے گا اور حج کے افعال ادا کئے جائیں گے اور دمِ شکر یعنی حج تمتع کی قربانی بھی ضروری ہوگی، اس میں آسانی اور سہولت ہے۔

دوسرا حج قران ہے، جس میں میقات سے ہی حج اور عمرہ دونوں احراموں کی نیت کی جائے گی اور عمرہ کے تمام ارکان ادا کرنے کے بعد حلق نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی احرام کھولیں گے بلکہ اسی احرام کی حالت میں رہیں گے اور حج کے دنوں میں حج کے تمام ارکان ادا کریں گے اور حج تمتع کی طرح قربانی یعنی دمِ شکر ادا کرنا بھی واجب ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
انٹرنیشنل

جلد:۳۲ ۲۳تا۲۸ ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۶تا۳۱ اکتوبر ۲۰۱۳ء شمارہ:۳۹/۴۰

مجلس ادارت
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

عشق حقیقی کا روح پرور منظر!	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
حج اور قربانی..... دین کی حقیقت، حکم کی اتباع	۹	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
قربانی کے فضائل و مسائل	۱۳	مولانا عبدالشکور ترمذیؒ
چرچ پر حملہ کرنے والے ضرور پڑھیں!	۱۶	مولانا محمد ازہر مدظلہ
دینی مدارس ہی مشکوک در مشکوک کیوں؟	۱۸	محمد انور غازی
شہادت امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ	۲۱	مولانا مشتاق احمد عباسی
اندرون سندھ تحفظ ختم نبوت پروگرام	۲۴	مولانا قاضی احسان احمد

اطلاع

عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کے باعث شمارہ نمبر ۳۹/۴۰ کو یکجا شائع کیا جا رہا ہے۔ قارئین اور ایجنسی ہولڈرز حضرات نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

زرِ تعاون بیرون ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

جہنم کے احوال

دوزخیوں کے پینے کا بیان

"حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے ارشاد "کَالْمُھْلِ" کی تفسیر میں فرمایا کہ: اس سے مراد زیتون کی تلچھٹ کی سی چیز ہے، وہ اس قدر گرم ہوگی کہ جب کافر اسے اپنے منہ کے قریب لائے گا تو اس کے چہرے کی کھال پگھل کر اس میں گر پڑے گی۔"
(ترمذی، ج:۲، ص:۸۲)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جہنم میں کھولتا ہوا پانی کافروں کے سروں پر ڈالا جائے گا، پس وہ سروں سے نفوذ کر جائے گا، یہاں تک کہ جب پیٹ تک پہنچے گا تو پیٹ کے اندر کی تمام انتڑیوں کو بہالے جائے گا، یہاں تک کہ وہ دوزخی کے قدموں سے نکل جائیں گی، اور یہی "صہر" ہے، جس کو قرآن کریم کی اس آیت میں بیان فرمایا ہے:

"یُصْھَرُ بِہٖ مَا فِیْ بُطُوْنِھِمْ وَالْجُلُوْدُ۔" (الحج:۲۰)

ترجمہ: ... "اس سے ان کے پیٹ کی چیزیں (انتڑیاں) اور (ان کی) کھالیں سب گل جاویں گی۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

پھر دوبارہ، سہ بارہ اس کے ساتھ یہی معاملہ کیا جائے گا۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۸۲)

"حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ:

"وَیُسْقٰی مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ یَّتَجَرَّعُہٗ" (ابراہیم:۱۶)

ترجمہ: ... "اور اس کو دوزخ میں ایسا پانی پینے کو دیا جائے گا جو کہ پیپ لہو (کے) مشابہ ہوگا جس کو گھونٹ گھونٹ کر کے پیوے گا۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

کی تفسیر میں فرمایا کہ: یہ پانی دوزخی کے منہ کے قریب کیا جائے گا، وہ اس سے گھن کرے گا، پھر جب اس کے منہ سے لگایا جائے گا تو اس کے چہرے کو بھون دے گا اور اس کے سر کا چمڑا گر جائے گا، پھر جب وہ اسے پیئے گا تو وہ اس کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا حتیٰ کہ اس کے پچھلے راستے سے نکل جائیں گی، حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں:

"وَسُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَھُمْ۔" (محمد:۱۵)

ترجمہ: ... "اور کھولتا ہوا پانی ان کو پینے کو دیا جاوے گا، سو وہ ان کی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

نیز فرماتے ہیں:

"وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ کَالْمُھْلِ یَشْوِی الْوُجُوْہَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا۔" (الکہف:۲۹)

ترجمہ: ... "اور اگر (پیاس سے) فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے ان کی فریاد رسی کی جاوے گی جو تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا، مونہوں کو بھون ڈالے گا، کیا ہی بُرا پانی ہوگا اور دوزخ بھی کیا ہی بُری جگہ ہوگی۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

"حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے لفظ "کَالْمُھْلِ" کی تفسیر میں فرمایا کہ: وہ روغنِ زیتون کی تلچھٹ کی طرح ہوگا، پس جب اس کے (یعنی دوزخی کے) قریب لایا جائے گا، تو اس کے چہرے کی کھال اس میں گر پڑے گی۔

نیز دوزخ کے پردوں (سرادق النار) کے بارے میں فرمایا کہ: یہ چار دیواریں ہوں گی، ہر دیوار کی موٹائی چالیس سال کی مسافت کے برابر ہوگی۔

نیز فرمایا کہ: غساق کا ایک ڈول اگر دُنیا میں اُنڈیل دیا جائے تو تمام اہلِ دُنیا بدبودار ہوجائیں۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۸۲)

ترجمہ: ... "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی:

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔" (آل عمران:۱۰۲)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو جیسا ڈرنے کا حق ہے، اور بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور ارشاد فرمایا: اگر زقوم کا ایک قطرہ اس دُنیا میں ٹپکا دیا جائے تو اہلِ دُنیا پر ان کی زندگی اجیرن کر ڈالے، پھر اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کا یہ کھانا ہوگا؟" (نعوذ باللہ)

☆☆..................☆☆

محمد اعجاز مصطفیٰ

اداریہ

عشق حقیقی کا روح پرور منظر!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

حج اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے پانچواں رکن ہے، جس کی فرضیت قرآن کریم اور سنت نبویہؐ سے ثابت ہے۔ حج صاحب استطاعت مسلمان، عاقل، بالغ، آزاد مرد وعورت پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ جس پر حج فرض ہوجائے، اُسے اس کی ادائیگی میں جلدی کرنا چاہیے، بلاعذر تاخیر کرنا یا ہر سال اُسے ٹالتے رہنا بہت بڑی خیر سے محرومی کا باعث ہے، اس لیے کہ نہ معلوم اُسے کوئی ایسا عذر پیش آجائے کہ جس کی وجہ سے وہ زندگی بھر حج پر نہ جاسکے، یا کوئی ایسی ضرورت پیش آجائے کہ یہ جمع شدہ سرمایہ سارا اس میں لگ جائے، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے:

"قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: مامن عبد ولا أمة یضن بنفقة ینفقها فیما یرضی اللّٰہ إلا أنفق أضعافها فیما یسخط اللّٰہ وما من عبد یدع الحج لحاجةٍ من حوائج الدنیا إلا رأی المخلفین قبل أن تقضی تلک الحاجة یعنی حجة الإسلام وما من عبد یدع المشی فی حاجة أخیه المسلم قُضِیَتْ أو لَمْ تُقْضَ إلا ابتلی بمعونة من یأثم علیه ولا یؤجر فیه۔" (الترغیب والترہیب، ج:۲، ص:۱۶۹)

ترجمہ: "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا کہ جو کوئی بھی مرد یا عورت کسی ایسے خرچ میں بخل کرے جو اللہ کی رضا کا سبب ہو تو وہ اس سے بہت زیادہ ایسی جگہ خرچ کرے گا جو اللہ کی ناراضی کا سبب ہو اور جو شخص کسی دنیوی غرض سے حج کو جانا ملتوی کرے گا، وہ اپنی اس غرض کے پورا ہونے سے پہلے دیکھ لے گا کہ لوگ حج سے فارغ ہوکر آگئے۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی مدد میں پاؤں ہلانے سے گریز کرے گا، اس کو کسی گناہ کی اعانت میں مبتلا ہونا پڑے گا، جس میں کچھ بھی ثواب نہ ہو۔"

یہ حدیث سند کے اعتبار سے اگرچہ کمزور ہے، لیکن ایسے امور میں ضعیف روایت ذکر کی جاتی ہے۔ اور تجربہ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ جو لوگ نیکی کے کاموں میں خرچ کرنے سے کتراتے ہیں، اکثر ان کا مال ایسی جگہوں پر خرچ ہوجاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب ہوتی ہیں، اس لیے حج فرض ہونے کے بعد اس میں تاخیر نہ کریں۔

اب یہ کہ حج کرنے پر کیا انعامات ملتے ہیں، اس پر آپ ﷺ نے اپنے ارشادات میں کئی انعامات گنوائے ہیں، مثلاً: جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے حج کیا، اس میں کوئی دنیوی غرض، شہرت، ریا، نمود ونمائش، وغیرہ کو شامل نہ کیا اور اپنے حج کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے محفوظ رکھا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ اکرام کا معاملہ کیا تو وہ گناہوں سے ایسا پاک اور صاف ہوگیا جس طرح کہ نومولود بچہ گناہوں کی کثافت اور میل کچیل سے صاف ہوتا ہے۔ اور نیکیوں والے حج کا بدلہ تو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہی صرف جنت ہے۔ نیکیوں والے حج سے مراد یہ ہے کہ سفر حج میں لوگوں کو کھانا کھلائے، ان سے نرم گفتگو کرے اور لوگوں کو کثرت سے سلام کرے۔ جب کوئی ان

صفات اور اعمال سے حج کرے گا تو ایسا حج ان سب کوتاہیوں اور قصوروں کا خاتمہ کر دیتا ہے، جو حج سے پہلے کیے ہوں۔ حج کرنے والا جب ’’لبیک اللّٰھم لبیک، لبیک لاشریک لک لبیک، إن الحمد والنعمة لک والملک لاشریک لک ‘‘ کی صدا لگاتا اور یہ تلبیہ پڑھتا ہے تو اس کے ساتھ اس کے دائیں اور بائیں جو درخت، پتھر اور ڈھیلے وغیرہ ہوتے ہیں، وہ بھی لبیک کہتے ہیں اور اسی طرح یہ سلسلہ اس کی دائیں، بائیں کی زمین کی انتہا تک چلتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے:

’’وعن زاذان رضی اللّٰه عنه قال: مرض ابن عباسؓ مرضًا شدیدًا فدعا ولدهٗ فجمعهم، فقال: سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول: من حج من مکة ماشیًا حتّٰی یرجع إلٰی مکة کتب اللّٰه لهٗ بکل خطوة سبعمائة حسنة، کل حسنة مثل حسنات الحرم، قیل لهٗ: وماحسنات الحرم؟ قال: بکل حسنة مائة ألف حسنة۔‘‘

(الترغیب والترہیب، ج:۲، ص:۱۶۶)

ترجمہ: ’’حضرت زاذان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: حضرت ابن عباسؓ بہت زیادہ بیمار ہوئے تو اپنے بیٹوں کو بلوا کر جمع کیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے مکہ سے چل کر پیدل حج کیا، یہاں تک کہ مکہ واپس آ گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر قدم کے بدلہ میں سات سو نیکیاں لکھتے ہیں، ہر نیکی حرم کی نیکیوں کی طرح ہوتی ہے۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ: حرم کی نیکیاں کیسی ہوتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر نیکی کے بدلے ایک لاکھ نیکیاں۔‘‘

جو حجاج کرام سفرِ حج میں شریعت کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہیں، مثلاً: دورانِ سفر نماز با جماعت کی پابندی کرتے ہیں، مرد ہوں یا خواتین اپنی نظروں کی حفاظت کرتے ہیں، اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے، اپنے ساتھیوں سے جھگڑا نہیں کرتے، احرام کی تمام پابندیوں اور ممنوعاتِ احرام کی رعایت رکھتے ہیں، خواتین پردہ کا اہتمام کرتی ہیں، حرمین کے تقدس کو پامال نہیں کرتے، حج کے ہر ہر رکن، ہر ہر واجب اور ہر ہر سنت کو اس کی روح کے مطابق ادا کرتے ہیں تو ایسے حجاج کرام کی نہ صرف یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مغفرت فرما دیتے ہیں، بلکہ ایسے حجاج کرام جس کے لیے دعا کر دیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی بھی مغفرت فرما دیتے ہیں، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے:

’’وعن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: یغفر للحاج، ولمن استغفر له الحاج.‘‘

(الترغیب والترہیب، ج:۲، ص:۱۶۷)

ترجمہ: ’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حاجی کی بخشش کر دی جاتی ہے اور اس کی بھی بخشش کر دی جاتی ہے، جس کے لیے حاجی بخشش مانگے۔‘‘

اللہ تبارک وتعالیٰ کا اپنے بندوں پر کتنا احسان وانعام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اُتارا تو ان کے ساتھ اس بیت اللہ کو بھی آسمان سے اُتارا، اور وہ اس وقت ایسا صاف اور شفاف تھا کہ اس کے باہر سے دیکھنے والوں کو اس گھر کے اندر کی چیز نظر آتی تھی اور اندر سے دیکھنے والوں کو باہر کی چیز نظر آتی تھی اور یہ اس لیے اُتارا کہ جس طرح ملائکہ میرے عرش کا طواف اور اس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے ہیں، اسی طرح زمین والے بھی اس گھر کا طواف کریں اور اس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھیں، اور پھر اس جنت سے آئے گھر کو اللہ تعالیٰ نے طوفان کے زمانہ میں آسمان پر اُٹھا لیا، اس کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام اس گھر کا طواف اور حج تو کیا کرتے تھے، لیکن اُنہیں اس کی جگہ معلوم نہ تھی، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی جگہ بتلائی تو انہوں نے ان پرانی بنیادوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا گھر تعمیر کیا، جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کے اس ارشاد میں منقول ہے:

’’وعن عبداللّٰه بن عمرو رضی اللّٰه عنهما قال: لما أهبط اللّٰه آدم علیه السلام من الجنة قال: إنی مهبط معک بیتًا، أو منزلًا یطاف حوله کما یطاف حول عرشی، ویصلی عندهٗ کمایصلی عند عرشی، فلما کان زمن

الطوفان رُفِعَ، وكان الأنبياءُ يحجونه، ولا يعلمون مكانَهُ فَبَوَّأَهُ لإبراهيم عليه الصلوٰة والسلام فبناه من خمسة أجبل: حراء، وثبير، ولبنان، وجبل الطور، وجبل الخير، فتمتعوا منه ما استطعتم." (الترغیب والترہیب، ج:۲،ص:۱۶۸)

ترجمہ:"حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نیچے اُتارا تو فرمایا: میں تمہارے ساتھ ایک گھر بھی اُتار رہا ہوں، جس کے اردگرد طواف کیا جائے گا، جیسے میرے عرش کے اردگرد طواف کیا جاتا ہے۔ اور اس کے پاس نماز پڑھی جائے گی، جیسے میرے عرش کے پاس نماز پڑھی جاتی ہے۔ طوفان کے زمانہ میں اُسے اٹھالیا جاتا تھا اور انبیاء علیہم السلام اس کا حج کیا کرتے تھے اور اس کی جگہ کا اُنہیں علم نہ تھا، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وہاں ٹھہرایا، پھر انہوں نے اُسے پانچ پہاڑوں (کے پتھروں) سے اُسے تعمیر کیا: حراء، ثبیر، لبنان، جبل طور اور جبل خیر، لہٰذا تم سے جتنا ہو سکے اس سے فائدہ اُٹھاؤ۔"

اب یہ کہ حاجی کو اللہ تعالیٰ کے گھر کے طواف، صفا اور مروہ کے درمیان سعی، عرفات کے میدان میں وقوف، رمی جمار، قربانی، طواف زیارت وغیرہ جیسے اعمال پر کیا ملتا ہے، اس کے لیے آپ درج ذیل حدیث کو پڑھیں اور اپنے دل کو ٹھنڈا کریں:

"وروى ابن عمر رضي الله عنهما قال: كنت جالسًا مع النبي صلى الله عليه وسلم في مسجد منًى، فأتاه رجل من الأنصار، ورجل من ثقيف، فسلّما ثم قالا: يارسول الله! جئنا نسألك، فقال: إن شئتما أخبرتكما بما جئتما تسألاني عنه فعلتُ، وإن شئتما أن أمسك وتسألاني فعلت؟ فقالا: أخبرنا يارسول الله! فقال الثقفي للأنصاري: سل، فقال: أخبرني يا رسول الله! فقال: جئتني تسألني عن مخرجك من بيتك تؤم البيت الحرام، ومالك فيه، وعن ركعتيك بعد الطواف ومالك فيهما، وعن طوافك بين الصفا والمروة ومالك فيه، وعن وقوفك عشية عرفة ومالك فيه، وعن رميك الجمار ومالك فيه، وعن نحرك ومالك فيه مع الإفاضة، فقال: والذي بعثك بالحق لَعَنْ هذا جئت أسألك. قال: فإنك إذا خرجت من بيتك تؤم البيت الحرام لاتضع ناقتك خفًّا ولاترفعه إلا كتب الله لك به حسنة، ومحا عنك خطيئة وأما ركعتاك بعد الطواف كعتق رقبة من بني اسمٰعيل عليه السلام، وأما طوافك بالصفا والمروة كعتق سبعين رقبة، وأما وقوفك عشية عرفة، فإن الله يهبط إلى سماء الدنيا فيباهي بكم الملائكة يقول: عبادي جاء وني شعثًا من كل فج عميق يرجون جنتي، فلو كانت ذنوبكم كعدد الرمل، أو كقطر المطر، أو كزبد البحر لغفرتها، أفيضوا عبادي مغفوراً لكم، ولمن شفعتم له، وأما رميك الجمار فلك بكل حصاة رميتها تكفير كبيرة من الموبقات، وأما نحرك فمذخور لك عند ربك، وأما حلاقك رأسك فلك بكل شعرة حلقتها حسنة، ويمحى عنك بها خطيئة وأما طوافك بالبيت بعد ذلك، فإنك تطوف ولاذنب لك، يأتي ملك حتّٰى يضع يديه بين كتفيك فيقول: اعمل فيما تستقبل فقد غفر لك مامضى." (الترغیب والترہیب، ج:۲،ص:۱۷۰تا۱۷۲)

یعنی: "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں منیٰ کی مسجد میں حاضر تھا کہ دو شخص ایک انصاری اور ایک ثقفی حاضر خدمت ہوئے اور سلام کے بعد عرض کیا کہ حضور! ہم کچھ دریافت کرنے آئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تمہارا دل چاہے تو تم دریافت کرلو اور تم کہو تو میں بتاؤں کہ تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ: آپ ہی ارشاد فرمادیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: تم حج کے متعلق دریافت کرنے آئے ہو کہ حج کے ارادہ سے گھر سے نکلنے کا کیا ثواب ہے؟ اور طواف کے بعد دو رکعت پڑھنے کا کیا فائدہ اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑنے کا کیا ثواب ہے؟ اور عرفات پر

ٹھہرنے اور شیطانوں کے کنکریاں مارنے کا اور قربانی کرنے کا اور طواف زیارت کرنے کا کیا ثواب ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ: اس پاک ذات کی قسم! جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے، یہی سوالات ہمارے ذہن میں تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: حج کا ارادہ کر کے گھر سے نکلنے کے بعد تمہاری (سواری) اونٹنی جو ایک قدم رکھتی ہے یا اٹھاتی ہے، وہ تمہارے اعمال میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور طواف کے بعد دو رکعتوں کا ثواب ایسا ہے، جیسا ایک عربی غلام کو آزاد کیا ہو اور صفا مروہ کے درمیان سعی کا ثواب ستر غلاموں کو آزاد کرانے کے برابر ہے۔ اور عرفات کے میدان میں جب لوگ جمع ہوتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہٗ دنیا کے آسمان پر اتر کر فرشتوں سے فخر کے طور پر فرماتے ہیں کہ میرے بندے دور دور سے پراگندہ بال آئے ہوئے ہیں، میری رحمت کے اُمیدوار ہیں۔ اگر تم لوگوں کے گناہ ریت کے ذروں کے برابر ہوں یا بارش کے قطروں کے برابر ہوں یا سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں، تب بھی میں نے معاف کر دیئے۔ میرے بندو! جاؤ، بخشے بخشائے چلے جاؤ، تمہارے بھی گناہ معاف ہیں اور جن کی تم سفارش کرو، ان کے بھی گناہ معاف ہیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ: شیطان کے کنکریاں مارنے کا حال یہ ہے کہ ہر کنکری کے بدلہ میں ایک بڑا گناہ جو ہلاک کر دینے والا ہو معاف ہوتا ہے، اور قربانی کا بدلہ اللہ کے یہاں تمہارے لیے ذخیرہ ہے، اور احرام کھولنے کے وقت سر منڈانے میں ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔ اس سب کے بعد جب آدمی طواف زیارت کرتا ہے تو ایسے حال میں طواف کرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا اور ایک فرشتہ کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہتا ہے کہ آئندہ از سر نو اعمال کر، تیرے پچھلے سب گناہ تو معاف ہو چکے۔"

خلاصہ یہ کہ حج کرنے والا اپنے معبود سے عشق حقیقی اور سچی محبت کا خوب خوب مظاہرہ کرتا ہے، وہ اس طرح کہ عاشقوں کا کام ہی یہ ہوتا ہے، وہ سب تعلقات ختم کر کے گھر بار، عزیز و اقارب، دوست احباب، شہر اور وطن سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کوئے یار کی طرف روانہ ہو جاتا ہے، اس کے لیے سفر کے مصائب اور شدائد میں بھی مزہ ہی آتا ہے:

اذیت ، مصیبت ، ملامت ، بلائیں
تیرے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ دیکھا

حجاج کرام بھی اپنا سب کچھ چھوڑ کر ایک اللہ کی محبت میں سرشار ہو کر دیوانہ وار اللہ کے گھر کی طرف لپکتے اور پہنچتے ہیں، احرام کی حالت میں عاشقانہ رنگ لیے ہوئے نہ سر پر ٹوپی، نہ بدن پر کرتہ، نہ خوشبو، نہ زینت، ایک فقیرانہ صورت اور ایک مجنونانہ ہیئت جو کرب و بے چینی کے کمال کو خوب خوب ظاہر کرتی ہے:

نہ رکھ لباس کا اُلجھاؤ تن پہ دست جنوں
کیا چاک گریباں تو پھاڑ دامن بھی

جب حاجی اللہ تعالیٰ کے گھر پہنچتا ہے تو بے اختیار آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بن جاتی ہے اور بزبانِ حال حاجی یہ کہتا ہے:

نالہ کر لینے دیں للہ نہ چھیڑیں احباب
ضبط کرتا ہوں تو تکلیف سوا ہوتی ہے

اور کہتا ہے:

جذب دل نے آج کوئے یار میں پہنچا دیا
جیتے جی میں گلشن جنت میں آ گیا

اللہ تبارک وتعالیٰ تمام مسلمانوں کو حج کی سعادت سے بہرہ مند فرمائیں، آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

حج اور قربانی

دین کی حقیقت... حکم کی اتباع

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

گزشتہ سے پیوستہ

عقل کہتی ہے کہ یہ دیوانگی ہے:

اور حج کی پوری عبادت میں یہی فلسفہ نظر آتا ہے، اب یہ دیکھئے کہ ایک پتھر منیٰ میں کھڑا ہے اور لاکھوں افراد اس پتھر کو کنکریاں مار رہے ہیں، کوئی شخص اگر یہ پوچھے کہ اس کا مقصد کیا ہے؟ یہ تو دیوانگی ہے کہ ایک پتھر پر کنکر برسائے جا رہے ہیں۔ اب اس پتھر نے کیا قصور کیا ہے؟ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا کہ یہ کام کرو، اس کے بعد اس میں حکمت مصلحت اور عقلی دلائل تلاش کرنے کا مقام نہیں ہے۔ بس اب اس عمل ہی میں اجر و ثواب ہے۔ اس دیوانگی ہی میں لطف بھی ہے اور اسی میں اللہ تعالیٰ کی رضا بھی ہے۔

حج کی عبادت میں قدم قدم پر یہ سکھایا جا رہا ہے کہ تم نے اپنی عقل کے سانچے میں جو چیزیں بٹھا رکھی ہیں اور جو سینے میں بت بسا رکھے ہیں، ان کو توڑ دو اور اس بات کا ادراک پیدا کرو کہ جو کچھ بھی ہے وہ ہمارے حکم کی اتباع میں ہے۔

قربانی کیا سبق دیتی ہے؟:

یہی چیز قربانی میں ہے، قربانی کی عبادت کا سارا فلسفہ یہی ہے، اس لئے کہ قربانی کے معنی ہیں: "اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کی چیز" اور یہ لفظ "قربان" سے نکلا ہے اور لفظ "قربان، قرب" سے نکلا ہے تو قربان کے معنی یہ ہیں کہ وہ چیز جس سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کیا جائے اور اس قربانی کے سارے عمل میں یہ سکھایا گیا ہے کہ ہمارے حکم کی اتباع کا نام دین ہے۔ جب ہمارا حکم آجائے تو اس کے بعد نہ عقلی گھوڑے دوڑانے کا موقع ہے نہ اس میں حکمتیں اور مصلحتیں تلاش کرنے کا موقع باقی رہتا ہے اور نہ اس میں چوں و چراں کرنے کا موقع ہے، ایک مومن کا کام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آجائے تو اپنا سر جھکا دے اور اس حکم کی اتباع کرے۔

بیٹے کو ذبح کرنا عقل کے خلاف ہے:

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حکم آگیا کہ بیٹے کو ذبح کردو اور وہ حکم بھی خواب کے ذریعہ سے آیا، اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو وحی کے ذریعے حکم نازل فرما دیتے اپنے بیٹے کو ذبح کرو، لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا بلکہ خواب میں آپ کو یہ دکھایا گیا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں، اگر ہمارے جیسا تاویل کرنے والا کوئی ہوتا تو یہ کہہ دیتا کہ یہ تو خواب کی بات ہے، اس پر عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ مگر یہ بھی حقیقت میں ایک امتحان تھا کہ چونکہ جب انبیاء علیہم السلام کا خواب وحی ہوتا ہے تو کیا وہ اس وحی پر عمل کرتے یا نہیں؟ اس لئے آپ کو یہ عمل خواب میں دکھایا گیا اور جب آپ کو یہ معلوم ہو گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک حکم ہے کہ اپنے بیٹے کو ذبح کردو تو باپ نے پلٹ کر اللہ تعالیٰ سے یہ نہیں پوچھا کہ: یا اللہ! یہ حکم آخر کیوں دیا جا رہا ہے؟ اس میں کیا حکمت اور مصلحت ہے؟ دنیا کا کوئی قانون اور کوئی نظام زندگی اس بات کو اچھا نہیں سمجھتا کہ باپ اپنے بیٹے کو ذبح کرے، عقل کی کسی میزان پر اس حکم کو اتار کر دیکھئے تو کسی میزان پر یہ پورا اترتا نظر نہیں آتا۔

جیسا باپ ویسا بیٹا:

تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے اس کی مصلحت نہیں پوچھی، البتہ بیٹے سے امتحان اور آزمائش کرنے کے لئے سوال کیا:

"اے بیٹے! میں نے تو خواب میں یہ دیکھا کہ تمہیں ذبح کر رہا ہوں، اب بتاؤ، تمہاری کیا رائے ہے؟" (الصافات:۱۰۵)

ان کی رائے اس لئے نہیں پوچھی کہ اگر ان کی رائے نہیں ہوگی تو ذبح نہیں کروں گا، بلکہ ان کی رائے اس لئے پوچھی کہ بیٹے کو آزمائیں کہ بیٹا کتنے پانی میں ہے، اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں ان کا تصور کیا ہے؟ وہ بیٹا بھی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا بیٹا تھا، وہ بیٹا جن کے صلب سے سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لانے والے تھے، اس بیٹے نے بھی پلٹ کر یہ نہیں پوچھا کہ ابا جان! مجھ سے کیا جرم سرزد ہوا ہے؟ میرا قصور کیا ہے کہ مجھے موت کے گھاٹ اتارا جا رہا ہے، اس میں کیا حکمت اور مصلحت ہے؟ بلکہ بیٹے کی زبان پر ایک ہی جواب تھا:

"ابا جان! آپ کے پاس جو حکم آیا ہے، اس کو کر گزریئے اور جہاں تک میرا معاملہ ہے تو آپ انشاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے" میں آہ و بکا نہیں کروں گا، میں روؤں

گا اور چلاؤں گا نہیں، اور میں آپ کو اس کام سے نہیں روکوں گا، آپ کر گزریئے۔

چلتی چھری رک نہ جائے:

جب باپ بھی ایسا اولوالعزم اور بیٹا بھی اولوالعزم، دونوں حکم پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوگئے اور باپ نے بیٹے کو زمین پر لٹادیا۔ اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ: ابا جان! آپ مجھے پیشانی کے بل لٹائیں، اس لئے کہ اگر سیدھا لٹائیں گے تو میری صورت سامنے ہوگی، جس کی وجہ سے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے دل میں بیٹے کی محبت کا جوش آجائے اور آپ چھری نہ چلا سکیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ادائیں اتنی پسند آئیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان اداؤں کا ذکر قرآن کریم میں بھی فرمایا۔

چنانچہ یہاں قرآن کریم نے بڑا عجیب و غریب لفظ استعمال کیا ہے، فرمایا: "فلما اسلما" یعنی جب باپ اور بیٹے دونوں جھک گئے اور اس کا ایک ترجمہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جب باپ اور بیٹے دونوں اسلام لے آئے۔ اس لئے کہ اسلام کے معنی ہیں: اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے جھک جانا اور اسی سے اس طرف اشارہ کیا کہ اصل اسلام یہ ہے کہ حکم کیسا بھی آجائے اور اس کی وجہ سے دل پر آرے ہی کیوں نہ چل جائیں اور وہ حکم عقل کے خلاف ہی کیوں نہ معلوم ہو، اور اس کی وجہ سے جان و مال اور عزت و آبرو کی کتنی قربانی کیوں نہ دینی پڑے، بس انسان اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے آگے اپنے آپ کو جھکادے۔ یہ ہے حقیقت میں اسلام، اس لئے فرمایا کہ جب دونوں اسلام لے آئے اور اللہ کے حکم کے آگے جھک گئے اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹادیا اور قرآن کریم نے لٹانے کے اس وصف کو خاص زور دے کر بیان کیا ہے اور اس طرح اس لئے لٹایا کہ بیٹے کی صورت سامنے ہونے کی وجہ سے کہیں چلتی چھری رک نہ جائے، اس لئے پیشانی کے بل لٹالیا۔

روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو لٹانے لگے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا: ابا جان! آپ مجھے ذبح تو کررہے ہیں، ایک کام یہ کرلیجئے کہ میرے کپڑے اچھی طرح سمیٹ لیجئے، اس لئے کہ جب میں ذبح ہوں گا تو فطری طور پر تڑپوں گا اور تڑپنے کے نتیجے میں ہوسکتا ہے کہ خون کے چھینٹے دور تک جائیں اور اس کی وجہ سے کپڑے جگہ جگہ سے خون میں لت پت ہوجائیں اور پھر میری والدہ جب میرے کپڑوں کو دیکھیں گی تو ان کو بہت ملال ہوگا، اس لئے آپ میرے کپڑوں کو اچھی طرح سمیٹ لیں۔

قدرت کا تماشہ دیکھئے:

پھر کیا ہوا؟ جب ان دونوں نے اپنے حصے کا کام پورا کردیا، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب میرے بندوں نے اپنے حصے کا کام کرلیا، تو اب مجھے اپنے حصے کا کام کرنا ہے، چنانچہ فرمایا:

"اے ابراہیم! تم نے اس خواب کو سچا کردکھایا، اب ہماری قدرت کا تماشہ دیکھو۔"

(الصافات: ۱۰۵،۱۰۷)

چنانچہ جب آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ایک جگہ بیٹھے ہوئے مسکرارہے ہیں اور وہاں ایک دنبہ ذبح کیا ہوا پڑا ہے۔

اللہ کا حکم ہر چیز پر فوقیت رکھتا ہے:

یہ پورا قصہ جو درحقیقت قربانی کے عمل کی بنیاد ہے، جو روز اول سے یہ بتارہا ہے کہ قربانی اس لئے مشروع کی گئی ہے تاکہ انسانوں کے دل میں یہ احساس، یہ علم اور یہ معرفت پیدا ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہر چیز پر فوقیت رکھتا ہے اور دین درحقیقت اتباع کا نام ہے اور جب حکم آجائے تو پھر عقلی گھوڑے دوڑانے کا موقع نہیں، حکمتیں اور مصلحتیں تلاش کرنے کا موقع نہیں ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے عقلی حکمت تلاش نہیں کی:

آج ہمارے معاشرے میں جو گمراہی پھیلی ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم میں حکمت تلاش کریں کہ اس کی حکمت اور مصلحت کیا ہے؟ اور اس کا عقلی فائدہ کیا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر عقلی فائدہ نظر آئے گا تو کریں گے اور اگر فائدہ نظر نہیں آئے گا تو نہیں کریں گے، یہ کوئی دین ہے؟ کیا اس کا نام اتباع ہے؟ اتباع تو وہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کرکے دکھائی اور جو ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کرکے دکھائی اور اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ عمل اتنا پسند آیا کہ قیامت تک کے لئے اس کو جاری کردیا، چنانچہ فرمایا: "ہم نے آنے والے سب کو اس عمل کی نقل اتارنے کا پابند کردیا۔" (الصافات:۱۰۸)

یہ جو ہم قربانی کرتے ہیں، یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اس عظیم الشان قربانی کی نقل اتارنی ہے اور نقل اتارنے کی اصل حقیقت یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے انہوں نے سر تسلیم خم کیا، انہوں نے کوئی عقلی دلیل نہیں مانگی اور کوئی حکمت اور مصلحت طلب نہیں کی، اور اللہ تعالیٰ کے آگے سر جھکادیا، اب ہمیں بھی اپنی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالنا ہے۔ قربانی کی عبادت سے یہی سبق دینا منظور ہے۔

کیا قربانی معاشی تباہی کا ذریعہ ہے؟

جس مقصد کے تحت اللہ تعالیٰ نے یہ قربانی واجب فرمائی تھی، آج اس کے بالکل برخلاف کہنے والے یہ کہہ رہے ہیں کہ صاحب! یہ قربانی کیا ہے؟ یہ قربانی (معاذ اللہ) خواہ مخواہ رکھ دی گئی ہے۔ لاکھوں روپیہ خون کی شکل میں نالیوں میں بہہ جاتا ہے اور معاشی اعتبار سے نقصان دہ ہے۔ کتنے جانور کم ہوجاتے ہیں اور فلاں فلاں معاشی نقصان ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ لہٰذا قربانی کرنے کے بجائے یہ کرنا چاہئے کہ وہ

لوگ جو غریب ہیں جو بھوک سے بلبلا رہے ہیں تو قربانی کر کے گوشت تقسیم کرنے کے بجائے اگر وہ روپیہ اس غریب کو دے دیا جائے تو اس کی ضرورت پوری ہو جائے۔ یہ پروپیگنڈا اتنی کثرت سے کیا جا رہا ہے کہ پہلے زمانے میں تو صرف ایک مخصوص حلقہ تھا جو یہ باتیں کہتا تھا لیکن اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ شاید ہی کوئی دن خالی جاتا ہو، جس میں کم از کم دو چار افراد یہ بات نہ پوچھ لیتے ہوں کہ ہمارے عزیزوں میں بہت سے لوگ غریب ہیں، لہٰذا اگر ہم لوگ قربانی نہ کریں اور وہ رقم ان کو دے دیں تو اس میں کیا حرج ہے؟

قربانی کی اصل روح:

بات دراصل یہ ہے کہ ہر عبادت کا ایک موقع اور ایک محل ہوتا ہے مثلاً یہ سوچے کہ میں نماز نہ پڑھوں اور اس کے بجائے غریب کی مدد کر دوں تو اس سے نماز کا فریضہ ادا نہیں ہو سکتا۔ غریب کی مدد کرنے کا اجرو ثواب اپنی جگہ ہے لیکن جو دوسرے فرائض ہیں وہ اپنی جگہ فرض و واجب ہیں اور قربانی کے خلاف یہ جو پروپیگنڈا کیا گیا ہے کہ یہ عقل کے خلاف ہے اور یہ معاشی بدحالی کا سبب ہے اور معاشی اعتبار سے اس کا کوئی جواز نہیں ہے، یہ درحقیقت قربانی کے سارے فلسفے اور اس کی روح کی نفی ہے۔

قربانی تو مشروع ہی اس لئے کی گئی ہے کہ یہ کام تمہاری عقل اور سمجھ میں آ رہا ہو، یا نہ آ رہا ہو، پھر بھی یہ کام کرو، اس لئے کہ ہم نے اس کے کرنے کا حکم دیا ہے، ہم جو کہیں اس پر عمل کر کے دکھاؤ، یہ قربانی کی اصل روح ہے۔ یاد رکھو جب تک انسان کے اندر اتباع پیدا نہیں ہو جاتی۔ اس وقت تک انسان، انسان نہیں بن سکتا۔ جتنی بدعنوانیاں، جتنے مظالم، جتنی تباہ کاریاں آج انسانوں کے اندر پھیلی ہوئی ہیں، وہ درحقیقت اس بنیاد کو فراموش کرنے کی وجہ سے ہے، جو انسان اپنی عقل کے پیچھے چلتا ہے۔ اللہ کے حکم کی اتباع کی طرف نہیں جاتا۔

تین دن کے بعد قربانی عبادت نہیں:

ایک طرف تو یہ ہے اور دوسری طرف یہ ہے کہ دیگر عبادات میں یہ ہے کہ وہ نفلی طور پر جس وقت چاہیں ادا کرلیں لیکن قربانی کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ سکھا دیا کہ گلے پر چھری پھیرنا یہ صرف تین دن تک عبادت ہے اور تین دن کے بعد اگر قربانی کرو گے تو کوئی عبادت نہیں۔ کیوں؟ یہ بتانے کے لئے کہ اس عمل میں کچھ نہیں رکھا بلکہ جب ہم نے کہہ دیا کہ قربانی کرو، اس وقت عبادت ہے اور اس کے علاوہ عبادت نہیں ہے۔ کاش یہ نکتہ ہماری سمجھ میں آ جائے تو سارے دین کی صحیح فہم حاصل ہو جائے۔ دین کا سارا نکتہ اور محور یہ ہے کہ دین اتباع کا نام ہے۔ جس چیز میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم آ گیا، وہ مانو اور اس پر عمل کرو، اور جہاں حکم نہیں آیا، اس میں کچھ نہیں ہے۔

سنت اور بدعت میں فرق:

بدعت اور سنت کے درمیان بھی یہی امتیاز اور فرق ہے کہ سنت باعث اجر وثواب ہے اور بدعت کی اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں کوئی قیمت نہیں، لوگ کہتے ہیں اگر ہم نے فلاں کام کر لیا تو کون سا گناہ کا کام کر لیا، ہر عمل کرنا اس وقت باعث اجر وثواب ہے جب وہ اللہ اور اللہ کے رسول کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہو، اگر اس کے خلاف ہو تو اس میں کوئی اجر وثواب نہیں۔

مغرب کی چار رکعت پڑھنا گناہ کیوں ہے؟

میں اس کی مثال دیتا ہوں کہ مغرب کی تین رکعت پڑھنا فرض ہے، اب ایک شخص کہے کہ ''معاذ اللہ'' یہ تین کا عدد کچھ بے تکا سا ہے۔ چار رکعت پوری کیوں نہ پڑھیں؟ اب وہ شخص تین رکعت کے بجائے چار رکعت پڑھتا ہے۔ بتایئے اس نے کیا گناہ کیا؟ کیا اس نے شراب پی، کیا چوری کی یا ڈاکہ ڈالا یا کسی گناہ کبیرہ کا ارتکاب کر لیا۔ صرف اتنا ہی تو کیا کہ ایک رکعت زیادہ پڑھ لی، جس میں قرآن کریم زیادہ پڑھا، ایک رکوع زیادہ کیا اور دو سجدے زیادہ کئے اور اللہ کا نام زیادہ لیا، اب اس میں اس نے کیا گناہ کر لیا؟ لیکن ہو گا یہ کہ چوتھی رکعت جو اس نے زیادہ پڑھی، نہ صرف یہ کہ زیادہ اجر وثواب کا موجب نہیں ہو گی، بلکہ ان پہلی تین رکعتوں کو بھی لے ڈوبے گی اور ان کو بھی خراب کر دے گی کیوں؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق نہیں ہے، سنت اور بدعت میں یہی فرق ہے کہ جو طریقہ بتایا ہوا ہے وہ سنت ہے اور جو بتایا ہوا طریقہ نہیں ہے بلکہ اپنی طرف سے گھڑا ہوا ہے اور دیکھنے میں بہت اچھا معلوم ہوتا ہے، لیکن اس کا کوئی فائدہ کوئی اجر وثواب نہیں۔

سنت اور بدعت کی دلچسپ مثال:

مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک بزرگ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ''دعا جو'' تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک دن آ کر انہوں نے مفتی صاحب سے بڑا عجیب خواب بیان کیا اور خواب میں مفتی صاحب کو دیکھا کہ وہ ایک بلیک بورڈ کے پاس کھڑے ہیں اور کچھ لوگ ان کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں اور مفتیان کو کچھ پڑھا رہے ہیں۔ مفتی صاحب نے بلیک بورڈ پر چاک سے ایک کا ہندسہ (۱) بنایا اور لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ یہ ایک ہے، اس کے بعد آپ نے اس ایک کے ہندسے کے دائیں طرف (۱۰) ایک نقطہ بنایا، لوگوں سے پوچھا کہ اب کیا ہو گیا؟ لوگوں نے جواب دیا کہ یہ دس ہو گیا اور پھر ایک نقطہ اور لگا دیا اور پوچھا کہ اب کیا ہو گیا؟ لوگوں نے کہا کہ اب یہ سو ہو گیا، پھر ایک نقطہ اور لگا دیا اور پوچھا کہ اب کیا ہو گیا؟ لوگوں نے بتایا کہ اب ہزار ہو گیا پھر فرمایا میں جتنے نقطے لگاتا جا رہا ہوں، یہ دس گنا بڑھتا جا رہا ہے

پھر انہوں نے وہ سارے نقطے مٹا دیئے اور اب دوبارہ وہی نقطہ اس ایک کے ہندسے کے بائیں طرف (۰۱) لگایا پھر لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا ہوا؟ لوگوں نے بتایا کہ اعشاریہ ایک ہوگیا، یعنی ایک کا دسواں حصہ اور پھر ایک نقطہ اور لگادیا (۰۰۱) اور پوچھا کہ اب کیا ہوگیا؟ لوگوں نے بتایا کہ اب یہ اعشاریہ صفر ایک ہوگیا، یعنی ایک کا سواں حصہ پھر ایک نقطہ اور لگا کر پوچھا کہ اب کیا ہوگیا (۰۰۰۱) لوگوں بتایا کہ اب اعشاریہ صفر صفر ایک یعنی ایک ہزارواں حصہ بن گیا، پھر فرمایا کہ اس سے معلوم ہوا کہ بائیں طرف کے نقطے اس عدد کو دس گنا کم کررہے ہیں پھر فرمایا کہ دائیں طرف جو نقطے لگ رہے ہیں، یہ سنت ہیں اور بائیں طرف جو نقطے لگ رہے ہیں وہ بدعت ہیں۔ دیکھنے میں بظاہر دونوں نقطے ایک جیسے ہیں لیکن جب دائیں طرف لگایا جارہا ہے تو سنت ہے، اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہے اور جو بائیں طرف لگائے جارہے ہیں تو وہ اجروثواب کا موجب ہونے کے بجائے اوزیادہ اس کو گھٹا رہا ہے اور انسان کے عمل کو ضائع کررہا ہے، بس سنت اور بدعت میں یہ فرق ہے۔

دین سارا کا سارا اتباع کا نام ہے، جس وقت اللہ تعالیٰ نے جو کام کہہ دیا، اس وقت اگر کروگے تو باعث اجر ہوگا اور اگر اس سے ہٹ کر اپنے دماغ سے سوچ کر کروگے تو اس میں کوئی اجروثواب نہیں۔

پوری زندگی اتباع کا نمونہ ہونا چاہئے:

یہ ہے سارے دین کا خلاصہ کہ اپنی تجویز کو دخل نہ ہو جو کوئی عمل ہو وہ اللہ اور اللہ کے رسول کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہو۔ اگر یہ بات ذہن نشین ہوجائے تو ساری بدعتوں کی جڑ کٹ جائے اور اس حقیقت کو سکھانے کے لئے قربانی مشروع کی گئی ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ ہمارے یہاں ہر چیز ایک غفلت اور بے توجہی کے عالم میں گزر جاتی ہے۔ قربانی کرتے وقت ذرا سا اس حقیقت کو تازہ کیا جائے کہ یہ قربانی درحقیقت یہ سبق سکھارہی ہے کہ ہماری پوری زندگی اللہ جل جلالہ کے حکم کے تابع ہونی چاہئے اور پوری زندگی اتباع کا نمونہ ہونا چاہئے۔ چاہے ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے، ہماری عقل میں آئے یا نہ آئے، ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے سر جھکانا چاہئے۔ بس! اس قربانی کا سارا فلسفہ یہ ہے۔

قربانی کی فضیلت:

حدیث شریف میں یہ جو آتا ہے کہ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جانور قربان کرتا ہے، اس قربانی کے نتیجے میں یہ ہوگا کہ اس جانور کے جسم پر جتنے بال ہیں۔ ایک ایک بال کے عوض ایک ایک گناہ معاف ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ان تین دنوں میں کوئی عمل خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔ جتنا زیادہ قربانی کرے گا، اتنا ہی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہوگا اور فرمایا کہ جب تم قربانی کرتے ہو تو جانور کا خون ابھی زمین پر نہیں گرتا، اس سے پہلے وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں پہنچ جاتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں تقرب کا ذریعہ بن جاتا ہے، یہ سب اس لئے ہے کہ جب اللہ تعالیٰ یہ دیکھتے ہیں کہ میرا بندہ یہ دیکھے بغیر کہ یہ بات عقل میں آرہی ہے یا نہیں؟ اور یہ دیکھے بغیر کہ اس کے مال کا فائدہ ہورہا ہے یا نقصان ہورہا ہے؟ صرف میرے حکم پر جانور کے گلے پر چھری پھیر رہا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عظیم اجر رکھا ہے۔

☆☆..........☆☆

خانیوال میں قادیانی گھرانے کا قبولِ اسلام

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خانیوال کے امیر پیر خواجہ محمد عبدالماجد صدیقی مدظلہ کے ہاتھ پر ایک قادیانی گھرانے نے قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کرلیا ہے، جن کے نام درج ذیل ہیں:

زاہدہ شاہین بنت نذیر احمد، زوجہ مبشر احمد تصور، سکنہ گرین ٹاؤن خانیوال،

شناختی کارڈ نمبر: 36102-1825539-6

ابرار جنید بن مبشر احمد تصور، سکنہ گرین ٹاؤن خانیوال۔

ضرار جمشید بن مبشر احمد تصور، سکنہ گرین ٹاؤن خانیوال، شناختی کارڈ نمبر: 36102-7107894-5

فاطمہ تحریم بنت مبشر احمد تصور، سکنہ گرین ٹاؤن خانیوال، شناختی کارڈ نمبر: 36102-5098511-0

نومسلموں نے عہد کیا کہ آج کے بعد ہمارا قادیانی یا لاہوری دونوں گروپوں کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ ہم نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر کامل یقین رکھتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات طیبہ کے قائل ہیں۔ جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج مانتے ہیں۔

اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع خانیوال کے مبلغ مولانا عبدالستار گورمانی، ڈاکٹر محمد آصف، مفتی محمد زاہد، اکبر علی، قاری محمد فاروق، ماسٹر ولی محمد اور قاری ذوالفقار احمد نے اسلام قبول کرنے والوں کو مبارکباد دی اور حضرت امیر صاحب نے اس گھرانے کے لئے استقامت کی دعا فرمائی۔

فضائل ومسائل قربانی

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

مولانا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ

عشرہ ذوالحجہ کے فضائل اور اس کے احکام:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عشرہ ذوالحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں، ان میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات میں عبادت کرنا شب قدر کی عبادت کے برابر ہے،

چونکہ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ سے تیرھویں تاریخ تک چار یوم کا روزہ رکھنا حرام ہے، لہٰذا روزہ رکھنے کی یہ فضیلت نویں تاریخ تک کے لئے ہے۔

ذوالحجہ کی نویں تاریخ کا روزہ رکھنے کا ثواب دو سال کے روزوں کے برابر ہے اور ایک حدیث کے مطابق عرفہ کا روزہ رکھنے والے کے دو سال کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

تکبیر تشریق:

عرفہ یعنی نویں ذوالحجہ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک ہر نماز کے بعد آواز بلند ایک مرتبہ تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے۔ جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھنے والے اور اکیلے نماز پڑھنے والے مقیم ومسافر اس میں برابر ہیں، اسی طرح مرد وعورت دونوں پر واجب ہے، البتہ عورتیں آہستہ کہیں:

تکبیر تشریق یہ ہے:

”اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ
واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔“

نماز عید:

عید کی نماز اسی جگہ پڑھنا واجب ہے، جہاں جمعہ پڑھنا درست ہو یعنی عید کے صحیح ہونے کے لئے شہر یا قصبہ یا ایسا بڑا گاؤں ہونا ضروری ہے جس میں کثرت سے دکانیں ہوں اور اس کی آبادی قصبہ کے برابر ہو، اگر سب مرد وعورت و بچے ملاکر تین ہزار نفوس تک اس کی آبادی پہنچ جائے تو وہاں جمعہ اور عید پڑھنا درست ہے۔

وقت:

عید کی نماز کا وقت بقدر ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے کے بعد (جس کا اندازہ پندرہ بیس منٹ ہے) اشراق کی نماز کے وقت کے ساتھ ہی شروع ہوجاتا ہے اور زوال یعنی سورج کے ڈھلنے تک رہتا ہے، مگر عیدالاضحیٰ کو جلدی پڑھنا تاکہ نماز کے بعد قربانی جلدی ہوسکے مستحب ہے۔ نماز عید سے پہلے نہ اذان کہی جاتی ہے نہ اقامت۔ عیدالاضحیٰ میں عید کی نماز کے بعد اپنی قربانی کے گوشت میں سے کھانا بھی مستحب ہے۔ شہر کی مسجد میں اگر گنجائش ہو تب بھی باہر عیدگاہ میں نماز ادا کرنا افضل ہے اور ایک شہر کے کئی مقامات پر نماز عید کا پڑھنا جائز ہے۔

بقر عید کی نماز کے بعد بھی بعض کے نزدیک تکبیرات تشریق کہنا واجب ہے، اس لئے عیدالاضحیٰ نماز کے بعد بھی یہ تکبیر کہی جائے۔ جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو، اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ ذوالحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد ناخن کٹوانے اور حجامت بنوانے سے دسویں تاریخ تک رُکا رہے۔

قربانی کی عظمت واہمیت:

قربانی ایک اہم اور بڑی بابرکت عبادت ہے اور شعائر اسلام میں سے ہے، احادیث کے اندر اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں دس سال تک قیام فرمایا اور آپ ہر سال برابر قربانی فرماتے رہے اور مسلمانوں کو بھی اس کی تاکید فرمائی۔ جو شخص واجب ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے، حدیث میں اس کے لئے بڑی وعید فرمائی گئی ہے۔ اسی لئے جمہور علماء کے نزدیک قربانی واجب ہے۔

قربانی کی فضیلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قربانی کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں ہر بال کے بدلے ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے، اسی طرح ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ذبح کرتے وقت جو قطرہ زمین پر گرتا ہے، اس کے گرنے سے پہلے ہی اللہ کے پاس مقبول ہوجاتا ہے تو خوب خوشی سے اور دل کھول کر قربانی کرو۔

قربانی کس پر واجب ہے:

قربانی ہر اس شخص پر واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہو یعنی جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت ہو یا اتنی قیمت کا مال تجارت ہو یا اس پر زکوٰۃ تو واجب نہیں لیکن ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال واسباب ہے جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہے تو اس پر بھی قربانی اور صدقہ واجب ہوجاتے ہیں اور قربانی کے اس مذکورہ نصاب پر سال کا گزرنا ضروری نہیں بلکہ قربانی کے دنوں میں جس وقت بھی کسی مسلمان مرد وعورت عاقل بالغ، مقیم کے

پاس قربانی کا نصاب ملک میں آجائے گا تو اس پر قربانی واجب ہوجائے گی۔ جتنے مال پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے، اتنے مال پر بقرہ عید کے دن میں قربانی کرنا واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو اس پر قربانی کرنا تو واجب نہیں لیکن اگر پھر بھی کردے تو بہت ثواب ہے۔

قربانی کا وقت:

عید کی دسویں سے لے کر بارھویں تاریخ کے سورج غروب ہونے سے پہلے تک قربانی کا وقت ہے، ان دنوں میں جس وقت چاہے قربانی کردے مگر رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں ہے۔ شہر میں اگر کسی نے بقر عید کی نماز سے پہلے قربانی کردی تو اس کو دوبارہ کرنا ضروری ہے اور ایسے دیہات میں جہاں شرعاً جمعہ وعید پڑھنی درست نہ ہو اگر دسویں کی صبح صادق کے بعد بھی قربانی کردی گئی تو صحیح اور درست ہے۔

جس شہر میں عید کی نماز کئی جگہ پڑھی جاتی ہو وہاں قربانی کے صحیح ہونے کے لئے صرف ایک جگہ نماز کا ادا ہوجانا کافی ہے۔

قربانی کے جانور:

بکری، بکرا، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹنی، اونٹ صرف ان جانوروں کی قربانی جائز ہے۔ مرغی یا مرغا، قربانی کی نیت سے ذبح کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

قربانی کے جانوروں کی عمر:

بکرا، بکری سال بھر سے کم اور گائے بیل بھینس بھینسا دو سال سے کم اور اونٹ اونٹنی پانچ سال سے کم عمر کا جائز نہیں اور بھیڑ دنبہ چکتی دار ہو یا بے چکتی ہو، اگر ایسا فربہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہو تو چھ مہینے کا بھی جائز ہے اور اگر ایسا فربہ نہ ہو تو پھر سال بھر سے کم کا جائز نہیں۔

قربانی کے عیب:

جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں یا بعد میں ٹوٹ گئے ہوں تو اس کی قربانی جائز ہے، ہاں اگر بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں تو اس کی قربانی جائز نہیں، جس جانور کے دونوں کان تھوڑے تھوڑے کٹے ہوئے ہوں یا کان میں کئی سوراخ ہوں جو جمع کرنے سے تہائی سے زیادہ ہوجاتے ہوں تو احتیاط یہ ہے کہ اس جانور کی قربانی نہ کرے، اسی طرح کان یا دم تہائی سے زیادہ کٹی ہو تو قربانی ناجائز ہے۔

جو جانور اندھا ہو یا اس کی ایک آنکھ کی بینائی تہائی سے زیادہ جاتی رہے تو اس کی قربانی جائز نہیں، جس جانور کی ناک کٹی ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔ جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں، اس کی قربانی ناجائز ہے اور اگر اس قدر باقی ہیں کہ گھاس وغیرہ چر سکتا ہو تو جائز ہے، جس جانور کی زبان تہائی سے زیادہ کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔

جس جانور کے تھن بالکل کٹے ہوئے ہوں یا ایک تھن تہائی سے زیادہ کٹا ہوا ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔

قربانی کا گوشت اور کھال:

قربانی کے گوشت کا خود کھانا اور رشتہ داروں، مال داروں میں تقسیم کرنا اور فقیر محتاجوں میں تقسیم کرنا سب جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تہائی گوشت سے کم خیرات نہ کرے، لیکن اگر کسی نے تہائی سے کم خیرات کیا تو بھی کوئی گناہ نہیں۔ قربانی کا گوشت بیچنا مکروہ ہے، اسی طرح قربانی کے سری پائے اور اس کی چربی کا بیچنا حلال نہیں، اگر کسی نے ان چیزوں کو بیچ دیا ہو تو ان کی قیمت کو صدقہ کرے۔

قربانی کی کھال کا بعینہٖ ڈول مصلی وغیرہ بنا کر خود استعمال کرنا بھی جائز ہے اور کسی امیر کو دے دینا بھی جائز ہے اور قربانی کی کھال سے جائے نماز، مشک چھلنی وغیرہ بنانا بھی درست ہے، البتہ اگر اس کو پیسوں کے ساتھ فروخت کردیا تو اب اس کی قیمت کو خود استعمال نہیں کرسکتا اور نہ کسی امیر کو دے سکتا ہے، بلکہ اس کو صدقہ کردیا جائے اور اس صدقہ کے مستحق وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

قربانی کی قضا:

اگر کسی شخص نے گزشتہ سالوں کی واجب قربانی ادا نہ کی ہو تو اس کو ہر سال کی قربانی کے عوض میں قربانی کی قیمت کا صدقہ میں دینا واجب ہے، ایام قربانی کے بعد قربانی نہیں کرسکتا۔

قربانی کے چند متفرق اور اہم مسائل:

☆......قربانی کے دنوں میں جانور کے ذبح کرنے سے ہی قربانی ادا ہوجاتی ہے، جانور کے زندہ صدقہ کرنے یا اس کی قیمت خیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی۔

☆......مسافر شرعی جو ۷۷ کلومیٹر کی مسافت کے ارادہ سے سفر شروع کرچکا ہو اس پر قربانی واجب نہیں ہے۔

☆......قربانی جس طرح مردوں پر واجب ہوتی ہے اگر کسی عورت کی ملکیت میں اتنا مال ہو جس پر قربانی واجب ہوتی ہے تو عورت پر بھی قربانی واجب ہے۔

☆......خصی جانور کی قربانی درست بلکہ افضل ہے۔

☆......مستحب یہ ہے کہ قربانی کے جانور میں جائز عیبوں میں سے بھی کوئی عیب نہ ہو۔

☆......مستحب یہ ہے کہ قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اور اگر خود ذبح نہ کرسکے تو دوسروں کو حکم کرے اور خود ذبح کے وقت حاضر رہے، اگر وہاں کوئی غیر محرم نہ ہو تو عورت کو بھی اپنی قربانی کے پاس کھڑا ہونا مستحب ہے۔

☆......مرتد، زندیق اور قادیانی کا ذبیحہ حرام ہے، ان سے ذبح نہ کرائیں، نہ قربانی کے موقع

پر اور نہ ہی کسی اور وقت۔

☆...... مدارس اسلامیہ کے طلبا چرم قربانی اور فروخت کر دینے کی صورت میں اس کی قیمت کے لئے بہترین مصرف ہیں کہ اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اور علم دین کا احیا بھی مگر کسی خدمت اور معاوضہ میں اس کا دینا جائز نہیں۔

☆...... جو جانور کسی حصہ میں پرورش کے لئے دیا گیا ہو تو یہ جانور اس پرورش کرنے والے کی ملک نہیں ہے، اس لئے اس کو پرورش کرنے والے سے نہ خریدا جائے بلکہ اصل مالک سے خریدا جائے۔

☆...... ذبح کرنے والے کو ذبح کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا سنت موکدہ ہے، اس کا ترک بغیر عذر کے مکروہ ہے۔

☆...... قربانی کی نیت صرف دل سے کرنا کافی ہے، زبان سے کہنا ضروری نہیں، البتہ ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہنا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ قبلہ رخ لٹانے کے بعد دعا پڑھنا سنت ہے۔

☆...... چرم قربانی کی قیمت کو مسجد کی مرمت پر لگانا یا مزدوری میں دینا جائز نہیں، بلکہ خیرات کرنا ضروری ہے۔

☆...... قربانی کی کھال فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت کا زکوۃ کے مستحق افراد کو دینا واجب ہے، لہٰذا اپنی بیوی، ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، بیٹا، بیٹی وغیرہ جن کو زکوۃ دینا جائز نہیں، ان کو یہ رقم دینا جائز نہیں ہے، اسی طرح بیوی بھی اپنے خاوند کو چرم قربانی کی قیمت نہیں دے سکتی۔

☆...... جو مسلمان مرد و عورت اتنے مال کا مالک ہو جس پر قربانی واجب ہوتی ہے جب تک اتنا مال اس کی ملکیت میں رہے گا، اس پر ہر سال قربانی واجب ہوگی صرف ایک سال قربانی کر دینا کافی نہیں ہے۔

☆...... اگر کئی بھائی مشترک کاروبار کرتے ہوں اور ان کا کھانا پینا اور اخراجات بھی مشترک ہوں تو جو کچھ مال اس مشترک کاروبار سے حاصل ہو، اس میں سے اگر ہر بھائی کے حصہ میں اتنا مال آتا ہو جس پر قربانی واجب ہوتی ہو تو ہر بھائی کے ذمہ جدا جدا قربانی واجب ہوگی اور اگر اتنے مال سے کم حصے میں آتا ہو تو کسی کے ذمہ بھی واجب نہیں۔

☆...... اگر والد کی موجودگی میں اس کے ساتھ شریک ہوں کہ کئی بیٹے کاروبار کرتے ہوں اور کھانا پینا سب کا ایک جگہ ہو تو کل مال والد کا ہوگا اور اسی کے ذمہ قربانی واجب ہوگی، ہاں اگر کسی بیٹے کی ملکیت میں کسی اور ذریعہ سے بقدر نصاب مال ہو یا کسی بیٹے کی بیوی کی ملکیت میں بقدر نصاب ہو تو اس بیٹے یا اس بیٹے کی بیوی پر علیحدہ علیحدہ قربانی واجب ہوگی۔

☆...... قربانی کا جانور اگر شہر میں ہے تو پھر چاہے قربانی کرنے والا گاؤں میں ہو تو نماز عید سے پہلے ذبح کرنا درست نہیں اور اگر قربانی گاؤں میں ہو تو اس کا نماز عید سے پہلے صبح صادق کے بعد ذبح کرنا جائز ہے۔

☆...... بہتر یہ ہے کہ قربانی کے جانور کو تمام حصہ دار مل کر خریدیں یا پھر ایک حصہ دار، دوسرے حصہ داروں کی اجازت حاصل کر کے خریدے۔

☆...... اگر کسی شخص کا حصہ اس کی اجازت کے بغیر مقرر کر لیا گیا ہو تو اگر ذبح کرنے سے پہلے اس کی اجازت حاصل کر لی گئی تب تو قربانی درست ہو جائے گی ورنہ دوسرے حصہ داروں کی قربانی بھی صحیح نہ ہوگی، ہاں اگر اس کی طرف سے قربانی کر کے ثواب پہنچانا چاہئے تو اس کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ دوسرے کی طرف سے واجب قربانی ادا ہونے کے لئے اس کی اجازت شرط ہے۔

☆...... اگر قربانی کے تین دنوں میں جانور خرید کر قربانی کے لئے متعین کر دیا گیا ہو، اس کے بدلے میں دوسرا جانور اتنی ہی قیمت سے خرید کر قربانی کرنا بھی مکروہ ہے اور اگر اس سے کم قیمت پر خرید کر قربانی کی رقم صدقہ کر دے۔

☆...... قربانی کا جانور خریدتے وقت قربانی کی نیت کی تھی مگر ذبح بغیر نیت کے کر دیا تو قربانی ہو جائے گی خریدتے وقت جو نیت تھی وہی کافی ہے۔

☆...... اگر جانور کا فروخت کرنے والا اس کی عمر پوری بتلاتا ہے اور ظاہری حالات اس کے بیان کو جھٹلاتے نہیں تو اس کا اعتبار کر لینا جائز ہے۔

☆...... حاملہ جانور کی قربانی درست ہے، البتہ جو جانور بچہ دینے کے قریب ہو اس کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔

☆...... قربانی کرنے والے ذبح کرنے والے کے ساتھ چھری ہاتھ میں پکڑی اب ذبح کے وقت ان دونوں میں سے اگر ایک نے بھی دانستہ بسم اللہ چھوڑ دی تو جانور حرام ہو جائے گا۔

☆...... کسی نے میت کو ثواب پہنچانے کے لئے اپنے مال میں سے قربانی کی تو اس گوشت میں سے کھانا اور کھلانا تقسیم کرنا سب درست ہے، اگر میت کی وصیت پر اس کے ترکہ میں سے قربانی کی گئی ہو تو اس قربانی کے تمام گوشت وغیرہ کا خیرات کر دینا واجب ہے۔

☆...... قربانی کی کھال اور گوشت وغیرہ سے قصاب کو اجرت دینا منع ہے۔

☆...... ایسے دبلے کمزور جانور کی قربانی ناجائز ہے جس کی ہڈی میں گودا نہ رہا ہو، اگر اتنا کمزور نہ ہو تو جائز ہے۔

☆☆..........☆☆

چرچ پر حملہ کرنے والے ضرور پڑھیں!

مولانا محمد ازہر مدظلہ

پشاور کے چرچ پر خودکش حملوں کی خبر نے پورے ملک پر سوگ کی کیفیت طاری کردی ہے۔ شاید ہی کوئی پاکستانی شہری ایسا ہو جو اس اندوہناک اور خون آشام سانحہ پر دکھی اور غمزدہ نہ ہوا ہو۔ مسیحی برادری کے اس دکھ میں ہم سب شریک ہیں۔ یہ سانحہ ایک ایسے وقت پیش آیا جب مسلمانوں اور مسیحی برادری کے درمیان کسی قسم کا کوئی تناؤ اور اشتعال نہیں تھا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس سانحہ کے پس پردہ وہ قوتیں ہیں جو مسلمانوں اور مسیحی برادری کے درمیان نفرت کی خلیج پیدا کرکے پاکستان کو مزید نقصان اور عدم استحکام سے دوچار کرنا چاہتی ہیں۔

اقلیتوں کی عبادت گاہوں کو نشانہ بنانے والے اگر مسلمان ہیں تو ان کی خدمت میں نہایت دردمندی سے گزارش ہے کہ وہ اپنے تصور اسلام کا از سر نو جائزہ لیں، اس لئے کہ ان کے نظریہ و عمل کی تائید پاکستان میں کسی مسلک کے کسی بھی قابل ذکر عالم دین نے نہیں کی۔ اس طرح کی وحشیانہ کارروائیوں کو ہر مسلک کے علماء نے قرآن وسنت کی تعلیمات اور اسوۂ رسول و اسوۂ صحابہ کے خلاف قرار دیا ہے۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق غیر مسلموں کی جان و مال کا تحفظ بھی اسی طرح واجب ہے جس طرح مسلمانوں کا، جو غیر مسلم مسلمان ملک میں رہتے ہوں یا اس ملک میں نہ رہتے ہوں لیکن مسلمانوں کا ان سے معاہدہ ہو ان کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اصول بیان فرمادیا ہے:

”دماءھم کدمائنا اموالھم کاموالنا۔“

ترجمہ: ”ان کے خون ہمارے خون کی طرح اور ان کے مال ہمارے مال کی طرح محترم ہیں۔“

اس حکم کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جس شخص نے کسی ذمی کو ستایا اس کی جان و مال کو نقصان پہنچایا تو قیامت کے دن اس ذمی کی طرف سے میں خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں استغاثہ کروں گا۔“

اسلام میں جو دیت (خون بہا) مسلمانوں کے لئے ہے وہی غیر مسلموں کے لئے ہے، جیسے کسی مسلمان کے قتل پر قصاص واجب ہے، اسی طرح کسب معاش، ملکیت مال اور حفاظت جائیداد میں مسلمان اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں۔ جیسے کسی مسلمان کا مال چوری کرنے پر اسلام میں قطع ید (ہاتھ کاٹنے) کی سزا ہے، اسی طرح غیر مسلم کا مال چوری کرنے پر بھی ہاتھ کاٹنے کی سزا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے مذہبی جذبات کی رعایت اور عبادت گاہوں کے احترام کو ہمیشہ ملحوظ رکھا۔ نجران کے عیسائیوں سے جو معاہدہ فرمایا، اس میں ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ نہ کوئی چرچ منہدم نہیں کیا جائے گا اور نہ کسی مذہبی راہنما کو نکالا جائے گا

مذہبی حقوق مال و جائیداد سے بھی زیادہ اہم ہیں، کیونکہ اسلام مذہب کے معاملہ میں کسی جبر و تشدد کا قائل نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”دین کے معاملہ میں کوئی زبردستی نہیں۔“ (البقرہ)

اس رواداری کی بہترین مثال وہ معاہدہ ہے جو آپؐ نے مدینہ آنے کے بعد مسلمانوں، یہودیوں اور مشرکین کے درمیان کرایا تھا، جس کے تحت ہر ایک کو اپنے مذہب پر چلنے کی پوری پوری آزادی تھی، غیر مسلم اپنی عبادت اور اس کے طریقوں میں آزاد تھے، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کو خود مسجد نبوی کے ایک گوشے میں اپنے طریقے پر عبادت کی اجازت دی تھی۔ اس سے بڑھ کر رواداری کی اور کیا مثال ہوسکتی ہے؟ اسلام نے غیر مسلم کی عبادت گاہوں کا جو لحاظ و احترام کیا

ہے، وہ بھی مثالی ہے۔ شام اور بیت المقدس کا علاقہ جب فتح ہوا تو وہاں بے شمار چرچ تھے، جنہیں مسلمانوں نے جوں کا توں باقی رکھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے گورنروں کو ہدایت فرمائی تھی کہ کوئی کلیسا یا آتش کدہ منہدم نہ کیا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے مذہبی جذبات کی رعایت اور عبادت گاہوں کے احترام کو ہمیشہ ملحوظ رکھا۔ نجران کے عیسائیوں سے جو معاہدہ فرمایا، اس میں ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ نہ کوئی چرچ منہدم نہیں کیا جائے گا اور نہ کسی مذہبی راہنما کو نکالا جائے گا۔ (لا تهدم لهم بيعة ولا يخرج منها قس: ابوداؤد)

علامہ شبلی نعمانیؒ نے معاہدہ نجران کی یہ دفعات بھی نقل کی ہیں کہ پادریوں، راہبوں اور پجاریوں کو ان کے عہدوں سے برطرف نہیں کیا جائے گا اور نہ صلیبیں اور مورتیاں توڑی جائیں گی۔ شام کا علاقہ فتح ہوا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سمیت چار حضرات کی گواہی کے ساتھ دستاویز تحریر فرمائی، جس میں نام بنام چودہ گرجوں کا ذکر فرمایا اور ان کی حفاظت کی تحریری ضمانت دی۔ (البدایہ والنہایہ ج:۷)

فتح مصر کے موقع پر بھی مسلمانوں نے گرجوں کی حفاظت کا دستاویزی معاہدہ کیا اور عیسائیوں کو اختیار دیا کہ وہ اپنی عبادت گاہوں کے اندر جس طرح چاہیں عبادت کریں اور جو کہنا چاہیں کہیں (خلی بينهم وبين كنائسهم يقولون فيها مابدالهم) مسلمانوں کو ہمیشہ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کا لحاظ رہا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب دمشق کی جامع مسجد میں یوحنا کے نام سے موسوم گرجا کو شامل کرنے کی کوشش کی اور عیسائی اس پر راضی نہ ہوئے تو آپؓ نے یہ ارادہ ترک کر دیا۔ بعد ازاں عبدالملک بن مروان نے بہ جبر گرجے کو مسجد میں شامل کر لیا، پھر خلیفہ عادل حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے دمشق کے گورنر کے نام حکم جاری فرمادیا کہ گرجا کا جو حصہ مسجد میں ملایا گیا ہے وہ عیسائیوں کو واپس کر دیا جائے، آخر مسلمانوں نے عیسائیوں کی خوشامدیں کر کے بڑی مشکل سے انہیں راضی کیا اور اس طرح یہ مسجد بچ سکی۔ (فتوح البلدان)

یہ اور اس طرح کے بہت سے تاریخی حقائق سے پتا چلتا ہے کہ مسلمانوں نے دوسری قوموں کے خالص مذہبی معاملات میں بھی رواداری اور فراخ قلبی کا مظاہرہ کیا، عبادت گاہ خواہ کسی کی ہو، بہرحال اسے خدا کی عبادت اور بندگی سے ایک نسبت ہے، اس لئے اس کی بے حرمتی اور اس میں عبادت کرنے والوں کے قتل عام کو ہرگز روا قرار نہیں دیا جا سکتا۔ عبادت گاہوں سے لوگوں کے گہرے جذبات وابستہ ہوتے ہیں، ان کی بے حرمتی سے ان کے جذبات مجروح ہوتے ہیں، پھر ایسی ناشائستہ حرکتوں سے پوری امت مسلمہ کی بدنامی ہوتی ہے، اس لئے عبادت گاہوں پر حملے اور ان کی بے حرمتی انتہائی غیر شریفانہ اور غیر اسلامی حرکت ہے۔

اسلام میں بھائی بہنوں، رشتے داروں، پڑوسیوں، سفر کے ساتھیوں، بیماروں، مقروضوں، کمزوروں اور مسافروں وغیرہ کے ساتھ حسن سلوک کے جو احکام دیے گئے ہیں ان کو مسلمانوں کے ساتھ مخصوص نہیں رکھا گیا بلکہ اس سلوک کا حکم تمام انسانوں کے لئے دیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قحط کے موقع پر ایک بڑی رقم اہل مکہ کو عطا فرمائی۔ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے یہودی رشتہ داروں میں تیس ہزار درہم تقسیم فرمائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے بکری ذبح کروائی اور پڑوسیوں کو بھیجنے کی ہدایت فرمائی، واپسی پر دریافت فرمایا کہ کیا یہودی ہمسایہ کو بھی اس میں سے بھیجا گیا؟ جب جواب نفی میں ملا تو خاص طور پر بکرے کا گوشت اس کے لئے بھجوایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیران بدر کو نئے جوڑے پہنا کر رخصت فرمایا۔ اسلام دین محبت اور دین اخوت ہے اور اس نے پوری کائنات کے ساتھ محبت کا درس دیا۔ اسلام انسان کو بحیثیت انسان قابل تکریم قرار دیتا ہے۔ رحم دلی اور عدل سے زیادہ اسے کوئی چیز محبوب نہیں اور ظلم سے بڑھ کر کوئی چیز اسے ناپسند نہیں۔

پشاور میں چرچ پر حملہ کرنے والوں نے ہرگز ہرگز اسلام کی کوئی خدمت انجام نہیں دی، بلکہ ان کے اس عمل نے غیر مسلموں کو یہ موقع فراہم کیا ہے کہ وہ اسلام جیسے پاکیزہ دین کو بدنام اور مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دے سکیں۔ اخباری اطلاعات کے مطابق جس گروہ نے اس کی ذمہ داری قبول کی ہے اس کا کالعدم تحریک طالبان سے کوئی تعلق نہیں۔ پاکستان کے جید علمائے کرام نے بلاتفریق مسالک اس وحشیانہ عمل کو قرآن وسنت کی صریح خلاف ورزی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اسلام نے حالت امن تو کجا حالت جنگ میں بھی غیر مسلموں کی عبادت گاہوں اور عبادت گزاروں کو نشانہ بنانے سے منع کیا ہے۔ اگر مذکورہ بالا حملہ آور اور ان کے سرپرست غیر مسلم نہیں ہیں اور اپنے انتہا پسندانہ نظریات کی وجہ سے اس طرح کے اقدامات کر رہے ہیں تو ہماری خدا اور رسول کے نام پر درخواست ہے کہ وہ قرآن وسنت اور اسلامی تعلیمات کا مطالعہ بار دگر اس زاویہ نظر سے کریں کہ وہ اپنے عقیدہ وعمل میں غلطی یا گمراہی پر تو نہیں؟ قرآن و سنت کو انہوں نے زیادہ سمجھا ہے یا ان ہزاروں جید علمائے کرام نے جن کی زندگیاں قرآن وسنت کی تعلیم وتدریس میں گزر گئیں؟؟؟

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۶ ستمبر ۲۰۱۳ء)

دینی مدارس ہی مشکوک در مشکوک کیوں؟

انور غازی

جب سے موجودہ حکومت کی طرف سے دہشت گردی کے خلاف بھرپور آپریشن کا آغاز ہوا ہے تو ہر جگہ سے دہشت گرد گرفتار ہو رہے ہیں۔ کراچی یونیورسٹی سے لے کر پنجاب یونیورسٹی تک، لیاری سے لے کر نائن زیرو تک، جماعت اسلامی کے بنگلوں سے لے کر پیپلز پارٹی کے اوطاقوں تک، منشیات کے اڈوں سے لے کر مری کے ریسٹ ہاؤس تک سے پکڑے جارہے ہیں۔ ان کا تعلق کسی نہ کسی طرح تمام ہی سیاسی جماعتوں سے ثابت ہو رہا ہے۔ ان دہشت گردوں میں فوجی بھگوڑوں سے لے کر پولیس سے بھاگنے والوں تک، نجی سیکورٹی ایجنسیوں سے وابستہ افراد سے لے کر مختلف مافیا گروپوں کے سرغنوں تک سب ہی شامل ہیں۔ یہ مختلف قسم کی دہشت گردیوں میں ملوث پائے گئے ہیں۔ دہشت گردوں نے اپنے بھیانک مقاصد کی تکمیل کے لئے مختلف حلیے اپنائے اور کئی روپ دھارے ہوئے ہیں۔ کراچی، لاہور، پشاور، کوئٹہ اور اسلام آباد کے فائیو اسٹار ہوٹل ہوں یا مری، سوات کاغان، ناران اور زیارت کے ریسٹ ہاؤس۔ کراچی یونیورسٹی کا آئی بی اے ڈپارٹمنٹ ہو یا پنجاب یونیورسٹی کا ہال نمبر ایک۔ مدارس کے تہہ خانے ہوں یا مساجد کے حجرے، ہر جگہ دہشت گردوں نے اپنے لئے محفوظ پناہ گاہیں ڈھونڈ رکھی ہیں۔ اب جواب طلب سوال یہ ہے کہ جب دہشت گرد تمام جگہوں، علاقوں اور مقامات سے برآمد ہو رہے ہیں تو پھر مدارس ہی پر لعن طعن کیوں کی جارہی ہے؟ دہشت گردی کا لیبل صرف مدارس پر ہی کیوں لگایا جارہا ہے؟

گزشتہ دنوں جب پشاور میں عیسائیوں کے چرچ پر حملہ ہوا تو اس کے بعد بلا سوچے سمجھے اور بغیر تحقیق کئے ایک دانشور نے اس کا سارا الزام مدارس پر لگاتے ہوئے طرح طرح کے سوالات اٹھانا شروع کردیے۔ مدارس کی حقیقت کیا ہے؟ یہاں پڑھنے پڑھانے والے کون ہیں؟ کیا جدید معاشرے کو مدارس کی ضرورت ہے؟ کیا ان کا نظام تعلیم جدید ضرورتوں سے ہم آہنگ ہے؟ ترقی پذیر ممالک کے لئے یہ بوجھ ہیں یا ریلیف کا ذریعہ؟ مدارس کا نصاب اخلاق ساز ہے یا اخلاق سوز؟ مدارس کا ماحول تنگ نظری سکھاتا ہے یا وسعت خیالی؟ مدارس کا تربیت یافتہ انتہا پسند ہے یا روادار؟ مدارس میں داخلہ لینے والے محروم ہیں یا خوشحال؟ ایک بڑا اعتراض یہ کیا گیا کہ مدارس میں دہشت گردی کی تربیت دی جاتی ہے۔ حالانکہ دینی مدارس کے ذمہ داروں کی طرف سے بار بار یہ پیشکش کی گئی ہے جس کسی کو مدارس کے بارے میں اس قسم کا شبہ ہو، اسے کھلی دعوت ہے وہ مدرسوں میں آکر خود دیکھے اور چاہے تو سراغ رسانی کے حساس ترین آلات استعمال کرکے پتہ لگائے آیا کہیں ناجائز ہتھیاروں یا ان کی خفیہ تربیت گاہ کا کوئی نشان ملتا ہے؟ اگر کسی مدرسے کے بارے میں یہ ثابت ہوجائے وہاں دہشت گردی کی تربیت دی جارہی ہے یا اس قسم کی کوئی کارروائی ہورہی ہے تو اس کے خلاف مناسب کارروائی کا نہ صرف خیر مقدم کیا جائے گا بلکہ وفاقوں کے ذمہ دار حضرات بارہا یہ اعلان کرچکے ہیں ہم خود بھی اس کارروائی میں تعاون کریں گے لیکن مدارس کے خلاف دہشت گردی کا پروپیگنڈا جاری ہے۔ سوال یہ ہے اگر کسی مدرسے کے خلاف یہ

> **دینی مدارس نے ناگفتہ بہ حالات میں بھی روکھی سوکھی کھا کر دین کا تحفظ کیا ہے، ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کی ہے۔ خواندگی کی شرح میں حیرت ناک اضافہ کیا ہے۔ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزارنے والوں کو تحفظ دیا ہے۔ الٹرا ماڈرن اور طبقہ اشرافیہ کے نوجوانوں کو دینی تعلیم اور مہذب اخلاق سے آراستہ کیا ہے اور انتہائی شفاف اور محدود مالی وسائل میں محیر العقول کارنامے انجام دیے ہیں**

بات ثابت ہوئی ہے تو اس کا نام اور اس کی شناخت کیوں منظر عام پر نہیں لائی جاتی؟ بعض مدرسوں کا لفظ استعمال کر کے تمام دینی مدارس کو آخر کیوں مشکوک اور ملعون قرار دیا جا رہا ہے؟ صورت حال یہ ہے اول تو ابھی تک کسی دینی مدرسے کے خلاف اس قسم کا کوئی الزام میری معلومات کی حد تک ثابت نہیں ہوسکا۔ چوہدری شجاعت حسین صاحب کا یہ بیان ریکارڈ پر ہے۔ انہوں نے اپنی وزارت عظمٰی کے دوران مدارس میں دہشت گردی کے الزام کی مکمل تحقیق کی اور کہا: مجھے کسی مدرسے میں دہشت گردی کی تربیت کا کوئی سراغ نہیں ملا، لیکن اگر فرض کریں ۲۲ ہزار سے زائد مدارس میں سے ایک دو مدرسوں کے بارے میں یہ الزام ثابت ہو بھی جاتا ہے تو یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اس کی بنیاد پر تمام دینی مدارس کو دہشت گرد قرار دے دیا جائے؟ کیا ملک بھر بلکہ دنیا بھر کے تعلیمی اداروں میں بعض اوقات کچھ جرائم پیشہ افراد داخل نہیں ہوجاتے؟ کیا اس کی بنا پر تمام تعلیمی اداروں کو جرائم پیشہ قرار دے دینا عقل وانصاف کے کس خانے میں فٹ ہوسکتا ہے؟

جتنا پروپیگنڈا دینی مدارس کے طلباء، علماء اور صلحاء کے بارے میں کیا گیا ہے، شاید ہی اتنا کسی اور کے بارے میں ہوا ہو۔ دینی مدارس کے اُجلے دامن کو کن کن طریقوں سے داغدار کرنے کی بھونڈی کوشش نہیں کی گئی؟ دینی مدارس کو کس کس طرح دہشت گردی کے اڈے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی؟ جو کام کالج یونیورسٹیوں میں ترقی کی علامت قرار دیا گیا، اسے مدارس کے لئے قابل تعزیر گردانا گیا۔ دینی مدارس میں ہونے والی جسمانی ورزش کو دہشت گردی کی تربیت کہا جاتا ہے جبکہ اسکولوں میں ہونے والی ورزش کو ”ایکسر سائز“ کا نام دیا گیا۔ کالج کا نوجوان اگر کراٹے کلب جاتا ہے، اس کو ایتھلیٹ کہہ کر اس کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے جبکہ مدارس کے لڑکے عصر کے بعد ریاضت کریں انہیں طالبانائزیشن کا خطرہ قرار دیا جائے۔ انصاف تو دیکھئے! جو کچھ مغرب اور مغرب زدہ افراد کریں وہ معیار تہذیب وتمدن کہلائے اور جو مدارس کے طلباء، علماء اور صلحاء کریں وہ کمال جہالت کہلاتا ہے۔ یہ نام نہاد اسکالر دنیا بھر کے کارنامے اور فخر وافتخار کالجیوں کے نام اور ساری رسوائیاں اور الزامات اہل مدارس کے نام کردیتے ہیں۔ ٹیڑھا منہ کر کے انگریزی بولنے والوں کو پڑھے لکھے اور ”قال اللہ وقال الرسول“ کی صدائیں بلند کرنے والوں کو جاہل، اجڈ اور نکھے قرار دیتے ہیں۔ جعلی ڈگریوں والے قوم کے نمائندے کہلائیں جبکہ وفاق المدارس کی اعلیٰ سند کو وقتاً فوقتاً چیلنج کیا جاتا رہے۔ قومیت وتعصب کے بدبودار نعرے لگانے والے سرعام ملک کو توڑنے کی بات کریں تو واہ واہ اور اگر قرآن وسنت کے حاملین دل جوڑنے کی بات کریں تو نفرین اور آہ آہ۔ کراچی میں خون کی ہولی کھیلنے والے آزاد اور کراچی کے مدارس کے طلباء وعلماء کی خصوصی نگرانی اور انکوائری۔ یہ سب کیا ہے؟ مدارس کے خلاف اتنا پروپیگنڈا کیوں؟ یکایک علمائے کرام کے خلاف معروف دانشوروں سے کالم کیوں لکھوائے جاتے ہیں؟ میڈیا کے ٹاک شوز میں علماء اور اسلامی شعائر کا احترام نہ کرنے والوں کو بطور خاص کیوں بلایا جاتا ہے؟ کسی بھی عام گاؤں کی مسجد کے غیر عالم امام اور صرف حفظ کر کے گھر میں ٹیوشن پڑھانے والے کسی بھی شخص کی انفرادی غلطی کو علماء کے سر تھوپنے اور پیالی میں طوفان برپا کرنے کی کوشش کیوں کی جاتی ہے؟ مدارس پر ہر طرف سے اعتراضات اور طعنوں کی بوچھاڑ ہے۔ جتنے منہ اتنی باتیں، جتنی باتیں اتنے طعنے ہیں۔

”یہ زمانے کی رفتار کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ یہ بسم اللہ کے گنبد میں بند، ان کی دوڑ مسجد تک، ان کی باتیں ہماری عقل سے ماورا، ان کا طرز زندگی معاشرے سے میل نہیں کھاتا، یہ نیم خواندہ ملا، کٹ حجتی ان کی عادت، کج بحثی ان کا وتیرہ، کنفیوژن پیدا کرنا ان کا مشغلہ ہے“ نام نہاد دانشوروں نے سطحیت اور جاہلیت کا طعنہ دیا مگر انہیں مطالعے سے فرصت نہیں کہ تہمتوں کا جواب دے سکیں۔ وہ ہر دور میں زمانے کے قدم سے قدم ملا کر چلے مگر کج رفتاری کا ساتھ نہ دیا، وہ بسم اللہ کے گنبد میں بند رہے مگر کسی کوٹھے کی زینت کبھی نہ بنے۔ ان کی باتیں عقل سے ماورا نہیں، بلکہ مادیت پرست عقلوں پر ردائے تیرگی پڑی ہوئی ہے۔ ان کا طرز زندگی معاشرے سے میل کھاتا ہے لیکن وہ اپنے رہن سہن پر مغربی چھاپ نہیں لگانا چاہتے۔ نیم خواندہ اس لئے کہا گیا کیونکہ وہ اپنے پاکیزہ علم کی سند کسی نام اور ہیری سے نہیں لینا چاہتے۔ ان کی جیب گل زر کامل عیار سے خالی سہی مگر وہ کسی جمشید کے ساغر نہیں بنتے۔ پھبتیاں ان کے قدم روکنے کے بجائے شوق کو مہمیز دیتی ہیں۔ ان کے نصاب تعلیم پر وہ بات کرتے ہیں جو خود لارڈ میکالے کے بوسیدہ دماغ سے خیرات مانگتے ہیں۔ روشن حقیقت یہ ہے کہ دینی مدارس نے ناگفتہ بہ حالات میں بھی روکھی سوکھی کھا کر دین کا تحفظ کیا ہے، ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کی ہے۔ خواندگی کی شرح میں حیرت ناک اضافہ کیا ہے۔ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزارنے والوں کو تحفظ دیا ہے۔ الٹرا ماڈرن اور طبقہ اشرافیہ کے نوجوانوں کو دینی تعلیم اور مہذب اخلاق سے آراستہ کیا ہے اور انتہائی شفاف اور محدود مالی وسائل میں محیر العقول کارنامے انجام دیئے ہیں، اس پر امریکا اور مغرب حیرت سے گنگ ہیں مگر ہمارے ہاں کا ایک مرعوب، مغرب کا پروردہ طبقہ بلاوجہ شاہ سے زیادہ شاہ کا وفادار بننے کی سعی لاحاصل میں لگا ہوا ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۲۸ر ستمبر ۲۰۱۳ء)

زندگی کے سارے سُکھ، صحّت اور تن درستی سے ہیں

تن سُکھ سے تن دُرست

تن سُکھ جسم وجاں کو تقویت پہنچاتی ہے، نظامِ ہضم اور افعالِ جگر کی اصلاح کرتی ہے

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:

www.hamdard.com.pk

شہادتِ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

مولانا مشتاق احمد عباسی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے لئے صدقات جمع کرانے کی اپیل کی۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رقم باقی تمام افراد کی مشترکہ رقم سے زیادہ تھی۔ اسی سے متاثر ہوکر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آج کے بعد عثمانؓ جو کچھ بھی کرے گا۔ اس کو ضرر رساں نہ ہوگا۔ ہجرت نبی کے بعد مدینہ میں مسلمانوں کی غربت وافلاس کا یہ عالم تھا کہ اپنی ضروریات کے مطابق پینے کا پانی میسر نہ تھا۔ پانی اور دولت کے تمام ذرائع پر یہودیوں کا تسلط تھا اور وہ بڑے ہی مہنگے داموں پانی فروخت کیا کرتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی سے میٹھے پانی کا ”بیئر رومہ، نامی کنواں“ بیس ہزار درہم کی خطیر رقم دے کر خرید لیا اور اس کو وسیع کرکے مسلمانوں کو وقف کردیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی کہ جو یہ کنواں وقف کرے گا وہ جنتی ہے۔ آج بھی یہ تاریخی کنواں اپنی اصل حالت پر ”بیئر عثمانؓ“ کے نام سے موجود ہے۔

ایک مرتبہ بڑا ہی شدید قحط پڑا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں ایک ہزار بوری غلہ موجود تھا۔ جسے اہل مدینہ بڑی سے بڑی قیمت پر خریدنے کے لئے آمادہ تھے، مگر آپ نے تمام مفت تقسیم کردیا اور کہا کہ باری تعالیٰ مجھے ایک درہم پر دس درہم منافع عطا فرمائے گا۔ ایک مستند روایت کے مطابق حضرت عثمان غنیؓ نے تقریباً اسی لاکھ اشرفیاں راہِ خدا میں نچھاور کردیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تین چار دن کا فاقہ ہورہا تھا، مگر یہ شرف وسعادت بھی زیادہ تر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہی کو حاصل ہوتی کہ آپ یہ اطلاع پاتے ہی گندم اور کھجور وغیرہ کی بوریاں پیش کردیتے۔ صحیح بخاری کے مطابق حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُحد پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروقؓ، اور حضرت عثمانؓ تھے، پہاڑ ہلنے لگا تو آپ نے اپنے پاؤں سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

”اے اُحد! ٹھہر جا، تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔“

اور ایک سعادت عظمیٰ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس وقت حاصل ہوئی، جب ان کے ہاتھ کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اور اپنے ہاتھ کو دستِ عثمان قرار دیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ قبیلہ قریش کی ایک محبوب شخصیت تھے، آپ پوری شب عبادت میں گزار دیتے۔

آپ مناسک حج وعبادات وغیرہ کے ممتاز مستند عالم اور حافظِ قرآن تھے۔ مسلمانوں میں سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ملک حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ چنانچہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد اور حضرت لوط علیہ السلام کے بعد پہلے شخص ہیں، جنہوں نے اہل بیت کے ہمراہ ہجرت فی سبیل اللہ کا شرف حاصل کیا، آپ کی دوسری ہجرت مدینہ منورہ کی جانب تھی، آپ نے ایام ممنوعہ کے علاوہ روزے کا کبھی ناغہ نہیں کیا، خوف خدا کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ نادانستہ اپنے غلام کا کان مروڑ دیا، پھر اتنے شرمندہ ہوئے کہ اس کے سامنے اپنا کان پیش کردیا تاکہ آخرت کے محاسبہ سے بچ جائیں۔ یہی وہ عظیم کردار اور خدماتِ جلیلہ تھیں جن کی وجہ سے آپ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور عامۃ الناس کی آنکھوں کا تارا بن گئے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خلیفۃ المسلمین کے مقدس اور عظیم منصب پر فائز ہوجانا، عین منطقی عمل تھا۔ حضرت عثمان غنی، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اجمعین وہ عشرہ مبشرہ کے چھ بزرگ صحابی تھے، جن کو امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں خلافت کے انتخاب کے لئے نامزد فرمایا تھا۔ ان جلیل القدر ہستیوں نے عامۃ الناس کی رائے اور رجحان کے مطابق حضرت عثمان غنیؓ کو اتفاق رائے سے خلافت کے لئے منتخب فرمایا۔ حضرت عثمانؓ کی بیعت خلافت محرم سے ایک دن قبل ذوالحجہ کی آخری تاریخ ۲۳ھ مطابق ۷ نومبر ۶۴۳ء بروز دوشنبہ ہوئی۔ آپ کی عمر اس وقت ۷۰ برس تھی۔ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کے فوراً بعد اسلامی مملکت میں ہر جانب بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی، لیکن خلیفہ سوم

حضرت عثمانؓ نے ان بغاوتوں کا نہ صرف قلع قمع کیا بلکہ خلافت عثمانی جو بارہ برس جاری رہی۔ تاریخ اسلام میں فتوحات اور ترقی وخوشحالی کا زرین ترین باب ہے۔ آپ ہی کے عہد میں ایران کے مجوسی شہنشاہ کسریٰ کا نام ونشان مٹادیا گیا اور اسلامی مملکت سندھ اور کابل سے یورپ کی سرحدوں اور افریقہ میں تیونس تک پھیل گئی، مسلمانوں نے پہلی مرتبہ کشتیاں اور جہازوں کا بیڑا تیار کیا اور بحیرۂ روم پر چھاگئے۔ یہ تمام فتوحات صرف پہلے چھ سالہ دور میں ہی حاصل ہوچکی تھیں۔ ان سے حضرت عثمان غنیؓ کی بے پناہ سیاسی بصیرت اور پُر جوش دینی خدمات کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ فتوحات ان جلیل القدر والیوں کے ہاتھوں تکمیل پذیر ہوئیں، جن کو حضرت عثمان غنیؓ نے منتخب فرمایا، مثلاً عبداللہ بن سعد، معاویہ بن ابوسفیان، سعد بن ابی وقاص، یحییٰ بن امیر، عبداللہ بن ابی ربیعہ، ابو موسیٰ اشعری، عمرو بن العاص، نافع بن حارث، سفیان بن عبداللہ، ولید بن عقبہ عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہم اجمعین یہ فتوحات مسلمانوں کے لئے فراخی دنیا کا موجب ہوئیں۔ علاوہ ازیں ملکی پیداوار اور منافع و تجارت میں بے پناہ فراوانی ہوئی۔ اسلامی سلطنت کا ہر فرد خوشحال، امن وسکون اور بے فکری کی دولت سے ہمکنار ہوچکا تھا، دوسری جانب اندرون ملک عظیم اصلاحات وتعمیر کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ نے مسجد نبوی اور خانہ کعبہ میں عظیم توسیع کرانے کا اولین شرف حاصل کیا، جدہ کی مشہور بندرگاہ تعمیر ہوئی، بیت المال سے موذنین کے لئے پہلی مرتبہ وظائف کا تقرر ہوا۔

پولیس کا محکمہ قائم کیا گیا، جمعہ کی نماز کے لئے مینارہ پر ایک اذان کا اضافہ ہوا، زمین پر مالکانہ حقوق کے پروانوں کا اجرا کیا گیا، چھاؤنیاں قائم ہوئیں، مویشیوں کے لئے وسیع چراگاہیں اور کنوئیں کھدوائے گئے، دفاتر کے لئے کشادہ عمارات، سڑکیں، پل اور مسافر خانے بنوائے، سیلاب کے خطرے کے سبب مدینہ کے قریب بند تعمیر کرایا اور نہر کھدوا کر سیلاب کا رخ دوسری جانب تبدیل کردیا گیا۔ امیر المومنینؓ نے قرآن مجید کا نسخہ شائع کرکے امت پر احسان عظیم کیا، جس کی وجہ سے ایک بڑے فتنہ کا سدباب ہوا بنا بریں آپ کو ''جامع القرآن'' کا شہرۂ آفاق خطاب عطا ہوا، مصحف عثمانی کے ان نسخوں میں سے اس وقت چار نسخے دنیا میں محفوظ ہیں: (۱) حجرہ نبوی کا نسخہ، (۲) خزانہ آثار نبویہ استنبول، (۳) کتاب خانہ مصریہ، (۴) کتاب خانہ ماسکو۔

اس عظیم الشان اور بے مثال ترقی خوشحالی اور فتوحات سے دشمنان اسلام بغض وحسد کی آگ میں جلنے لگے اور انہوں نے آپ کے عہد خلافت کے آخری چار برس کے دوران میں سازشوں اور فتنوں کا مکروہ سلسلہ شروع کردیا۔ یہ دشمن یہودی تھے جو ابتدائے اسلام ہی سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم، خلیفہ اول اور خلیفہ دوم کے ادوار میں بھی فتنے برپا کرتے تھے۔

عہد عثمانی میں عبداللہ بن سبا یمن کا ایک یہودی باشندہ تھا، جس نے اگرچہ بظاہر اسلام قبول کرلیا تھا، لیکن عبداللہ بن ابی کی مانند اس کا ایمان نفاق پر مبنی تھا، اسے دیگر یہودیوں کی مانند پختہ یقین تھا کہ اب جبکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور خلافت ختم ہوچکا ہے، جن کے شخصی رعب ودبدبہ سے پورا عالم لرزتا تھا اور یہ موجودہ فرمانروا حضرت عثمانؓ ایک رحم دل اور رقیق القلب شخصیت کے حامل ہیں، اس لئے مسلمانوں کو بڑی آسانی کے ساتھ حضرت عثمان غنیؓ کے خلاف ورغلایا جاسکتا ہے۔ دراصل یہی وہ فکر تھی، جس کے نتیجہ میں خلیفہ دوم کی شہادت کے فوراً بعد اسلامی محروسات میں بغاوتیں اور شورشیں برپا کی گئیں تھیں۔ لہٰذا عبداللہ بن سبا نے امیر المومنین کے خلاف رائے عامہ کو گمراہ کرنے کا منصوبہ شروع کیا۔ اس نے بنی امیہ اور بنو ہاشم کی قبل اسلام عصبیت کو ابھارا، حجاز، بصرہ، شام، کوفہ، مصر اور خدا جانے کہاں کہاں ملک میں شورش برپا کرنے کے لئے آوارہ گردی کرتا رہا، پہلے یہ الزام عائد کیا گیا کہ حضرت عثمانؓ بنو امیہ کا اقتدار قائم کرنے کا منصوبہ بنائے ہوئے ہیں۔ امیر معاویہؓ کے بارے میں کہا گیا کہ یہ خلیفہ کے بھائی ہیں، اس لئے انہیں بڑے صوبہ شام کا گورنر مقرر کیا گیا ہے، حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کو اس منصب پر فائز فرمایا تھا، بلکہ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ کے محبوب گورنروں میں سے ایک تھے، بعد ازاں نیا الزام عائد کیا کہ امیر المومنین بیت المال کی دولت اپنے عزیز رشتہ داروں میں تقسیم کررہے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے کئی اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے ثابت کردیا اور عوام بھی مطمئن ہوگئے کہ وہ اپنے اقرباً کی خدمت ضرور کرتے ہیں، مگر بیت المال سے نہیں بلکہ اپنی اس نجی دولت سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکی دور سے مسلسل اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں سب سے زیادہ اور بے تحاشا خرچ کی جارہی ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام کے نامور فاتح خالد بن ولیدؓ، سیف اللہ کو جب معزول کیا تھا تو حضرت خالدؓ نے بغاوت کی اور نہ کسی نے احتجاج کیا مگر جب حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ کو معزول کیا، جن کو خلیفہ دوم بھی ایک بار معزول کرچکے تھے تو یہ اقدام بھی وسیع پیمانے پر مخالفانہ پروپیگنڈا کی حیثیت سے استعمال کیا گیا، چونکہ امیر المومنین کے تمام اقدامات صداقت اور دیانت پر مبنی تھے، اس لئے انہوں نے اکابر صحابہؓ پر مشتمل ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا، جس نے ملک کے طول وعرض میں ؛؛؛

کرکے عوام کی شکایت کا جائزہ لیا، کمیشن نے اپنی رپورٹ میں تحریر کیا کہ عوام کو اپنے خلیفہ کے خلاف کوئی شکایت نہیں اور نہ ہی کسی گورنر کے خلاف انہیں شکوہ ہے۔ اس کے بعد بھی امیر المومنین نے حج کے موقع پر تمام گورنروں کو مکہ مکرمہ طلب کیا اور پوری نشست میں منادی کرادی کہ جس کسی کو میرے کسی والی کے خلاف شکایت ہو وہ اس موقع پر حاضر ہو کر اپنی شکایت کا ازالہ کرائے، ظاہر تھا کہ کسی شخص کو بھی گورنر یا حاکم یا خلیفہ کے بارے میں شکایت نہ تھی، اس لئے یہودی سازشوں نے جن چند مسلمانوں کو ورغلایا تھا، ان کے ساتھ منصوبہ بنایا کہ گورنرز کی واپسی کے بعد امیر المومنین کے خلاف بغاوت کردی جائے، چنانچہ یہودی سازش کامیاب ہوئی اور کوفہ، بصرہ اور مصر سے آنے والے ایک ہزار افراد نے مدینہ میں داخل ہو کر امیر المومنین کے مکان کا محاصرہ کرلیا، حتیٰ کہ مسلسل چالیس روز تک کھانا پینا تک اندر نہ جاسکا، وہ پانی بھی جو عہد رسالت میں حضرت عثمانؓ کے ذاتی سرمایہ سے خریدے ہوئے کنویں سے اہل مدینہ کو مفت سیراب کررہا تھا اور آج تک اس کی فیض رسی جاری تھی۔ بہرحال حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین اور ازواج رسول کے پاس پیغام بھیجا کہ ان باغیوں نے میرے لئے ہر شے پر پابندی عائد کررکھی ہے، اگر آپ حضرات پانی کا انتظام کردیں تو ممنون ہوں گا، اس آواز پر سب سے پہلے لبیک کہنے والوں میں حضرت علیؓ اور ام المومنین ام حبیبہؓ تھیں۔ حضرت علیؓ رات کے آخری حصہ میں پہنچے اور باغیوں کو مخاطب کیا کہ تمہارے یہ ڈھنگ مسلمانوں کے نہیں بلکہ کفار نے بھی ایسے بدتر سلوک روا نہیں رکھے تم پانی اور خوراک بند کررہے ہو، جبکہ روم و فارس کی حکومتیں بھی قیدیوں کو کھانے اور پانی سے محروم نہیں رکھتی ہیں، پھر ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ خچر پر سوار ہو کر تشریف لائیں۔ محاصرین نے ان کو روک لیا اور خچر کے منہ پر تھپڑ مارا۔ ام المومنین نے کہا: ”میں امانتوں کے متعلق عثمانؓ سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں، مجھے جانے دو“ ایک گستاخ آواز آئی کہ جھوٹی ہے اور تلوار سے رسی کاٹ ڈالی، آپ گرتے گرتے بچیں اور واپس تشریف لے گئیں۔

۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ کو چند باغیوں نے گھر میں داخل ہو کر امیر المومنین کو بے دردی کے ساتھ شہید کردیا۔ روایت کے مطابق امیر المومنین کی میت کو چند صحابہؓ نے جن میں حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت کعب بن مالکؓ، حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت حزامؓ شامل تھے، اٹھایا اور جنت البقیع کی مشرقی سمت ”حش کوکب“ میں سپرد خاک کردیا۔ حضرت علیؓ نے شہادت کی خبر سن کر مسجد نبوی میں فرمایا: ”جاؤ اب تمہارے واسطے ہمیشہ کے لئے ہلاکت اور تباہی ہے۔“ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے کہا: قتل عثمانؓ سے فتنوں کا جو دروازہ کھلا ہے وہ اب تا قیامت بند نہ ہوسکے گا۔ ۱۸ ذوالحجہ کی شب حضرت عثمانؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا جو فرما رہے تھے کہ ”عثمان! آج روزہ افطار میرے ساتھ کرنا۔“ حضرت عثمانؓ سمجھ گئے کہ شہادت کی اعلیٰ و ارفع مبارک گھڑی آچکی ہے، جس کی بشارت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں دی تھی، بالآخر ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ میں آپ چالیس روزہ محصور رہ کر بھوکے پیاسے تلاوت قرآن مجید فرماتے ہوئے شہید ہوئے، سبحان اللہ! کیا موت ہے، کیسی سعادت ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت فرماتے ہوئے جان دی۔ قرآن کریم سے محبت کی دلیل ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ امام مظلوم ہیں۔ مظلومانہ شہید ہوئے، آخر وقت تک امت کے اتحاد کو برقرار رکھا، اگر چاہتے تو ملک شام چلے جاتے، مگر شہر رسول چھوڑنا گوارا نہ کیا جو کہ محبت رسول کی بڑی دلیل ہے۔ اگر چاہتے تو فوجیں بلا لیتے اپنی حفاظت فوجوں سے کراتے مگر خدا والے خدا ہی کی حفاظت کو کافی سمجھتے ہیں۔ آپؓ کے قتل کے وقت حضرت علیؓ موجود نہ تھے، آپ نے سنا تو فرمایا:

”اے خدا! جانتا ہے کہ ان کے قتل پر میں
راضی نہ تھا اور نہ اس پر مائل تھا۔“

جن لوگوں نے آپ کو شہید کیا وہ سب پاگل ہوگئے۔ اسلام میں پہلا فتنہ قتل عثمان اور آخری فتنہ خروج دجال ہے۔

☆☆..................☆☆

قافلۂ ختم نبوت کو ہر دور میں اکابر علماء کی سرپرستی حاصل رہی: قاضی احسان احمد

حلقہ گودھرا میں علماء کرام کے اجلاس سے خطاب

کراچی... (مولانا محمد سلمان/مولانا محمد زبیر) ۲۴ ستمبر ۲۰۱۳ء بروز منگل کو بعد نماز عشاء، مدرسہ اصحاب کہف میں حلقہ گودھرا کالونی میں علماء کرام کا اجلاس ہوا۔ اجلاس کی صدارت گودھرا کے بزرگ عالم دین مولانا عمر فاروق نے کی۔ اجلاس کا آغاز مولانا افضال کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے علماء کرام کے سامنے تحفظ ختم نبوت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کو ہر دور میں اکابر علمائے کرام کی سرپرستی حاصل رہی۔ جیسے مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ اور حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی جیسی عظیم شخصیات اس مبارک مشن کی سرپرستی فرمارہی ہیں۔ آخر میں حضرت علماء کرام کی مشاورت سے گودھرا میں ختم نبوت کے حوالہ سے بعض فیصلے کئے گئے۔ اجلاس میں تقریباً تمیں علماء کرام نے شرکت کی۔ مولانا قاضی احسان احمد کی دعا پر اجلاس ختم ہوا۔

خبروں پر ایک نظر

اندرون سندھ سہ روزہ تحفظ ختم نبوت پروگرامز

رپورٹ: مولانا قاضی احسان احمد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ علماء کرام، کارکنان ختم نبوت کا اصرار تھا کہ اندرون سندھ بھی حسب سابق تحفظ ختم نبوت پروگرام منعقد کئے جائیں۔ چنانچہ ساتھیوں کے بار بار اصرار پر سندھ کے مختلف شہروں اور قصبوں میں گزشتہ دنوں مجلس کراچی کے قدیم کارکن جناب محمد رفیق صاحب نے تین دن پر مشتمل دورہ تشکیل دیا، جس میں بھائی عمر اور بھائی علی بھی شریک سفر رہے۔ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں گلہائے عقیدت پیش کرنے کے لئے کراچی سے حافظ محمد یوسف ہزاروی بھی شامل رہے۔

پہلا پروگرام:

کراچی کی آخری حدود گھگھر پھاٹک میں مولانا عیسیٰ چاچڑ کی مسجد میں منعقد ہوا، جمعہ کے اجتماع سے راقم نے خطاب کیا جس میں عرض کیا کہ انسان کی تخلیق کا مقصد رب کریم کی رضا کا حصول اور عبادت ہے، ہم اس اہم فریضہ میں کوتاہی کررہے ہیں۔ آیئے! آج اپنے رب کو منانے کی فکر کرتے ہوئے اپنے قبلہ کو درست کریں اور اللہ کریم کو راضی کرنے کی فکر کریں۔

دوسرا پروگرام:

جامع مسجد بلال گھارو میں بعد نماز عصر منعقد ہوا، جس میں مقامی علماء کرام اور مقامی لوگوں نے بھرپور شرکت کی۔ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے راقم نے کہا کہ مسلمان کے لئے سب سے قیمتی چیز اس کا ایمان ہے، آج کی نشست میں آپ کے سامنے ایک متفقہ عقیدہ پر بیان کرنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی اور نیا نبی نہیں آئے گا۔ دوسرا عقیدہ یہ عرض کرنا ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں جناب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر حیات موجود ہیں، قرب قیامت میں دوبارہ نازل ہوں گے۔ تیسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ قیامت سے پہلے جناب سیدنا مہدی علیہ الرضوان کا ظہور ہوگا، جن سے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ امت کے لئے مشعل راہ ہیں۔

تیسرا پروگرام:

بعد نماز عشاء جامع مسجد سجاول میں زیر سرپرستی استاذ العلماء و شیخ الحدیث حضرت مولانا سائیں عبدالغفور قاسمی اور زیر صدارت حضرت مولانا مفتی نذیر احمد مدظلہ منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک سے پروگرام کا آغاز ہوا، جناب قاری محمد یوسف نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ بعدازاں جامعہ دارالفیوض کے استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد صالح دامت برکاتہم نے مفصل خطاب کیا۔ گرامی قدر مولانا محمد صالح مدظلہ سے راقم الحروف کی یہ پہلی ملاقات تھی۔ مولانا دامت فیوضہم نے مناظرانہ تربیت، فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ سے حاصل کی اور اس فن میں خوب مہارت حاصل کی، اس طرح مولانا مفتی نذیر احمد مدظلہ نے بھی مولانا محمد حیاتؒ سے مناظرہ پڑھا، ہردو حضرات کی اکابرین ختم نبوت کے ساتھ والہانہ وابستگی رہی، خوب فیض حاصل کیا۔ آخر میں عقیدۂ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری کے عنوان پر راقم نے تقریباً ایک گھنٹہ بیان کیا، بزرگوں نے خوب دعاؤں سے نوازا۔ پروگرام میں مولانا محمد عیسیٰ چاچڑ کا بھی بیان ہوا، رب کریم قبول فرمائے۔ آمین۔

پروگرام سے فراغت کے بعد قافلہ مدرسہ دارالفیوض قاسمیہ آگیا، رات کا آرام اور قیام مدرسہ میں ہی تھا۔ نماز فجر کی ادائیگی اور معمولات کی تکمیل کے بعد چند گھنٹے مزید آرام کرنے کو ملے۔ بعدازاں حضرت مولانا مفتی نذیر احمد مدظلہ تشریف لائے ناشتہ ہوا، پھر اگلے سفر کے لئے قافلہ پابرکاب تھا۔

سجاول سے قافلہ کے سالار اور قائد مولانا محمد صالح مدظلہ تھے اور امیر سفر حضرت مولانا مفتی نذیر احمد مدظلہ تھے۔ مولانا محمد صالح صاحب اسلاف کی یادگار ہیں، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مولانا محمد علی جالندھریؒ کا تذکرہ بڑے وجد سے کرتے اور خوب مزے لے کر ان کی باتیں سناتے، دوران گفتگو فرمانے لگے: ایک مرتبہ ایک آدمی امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے پاس ملنے آیا وہ شاہ جی کا بے تکلف دوست تھا، قریب میں ملتان کے تیار شدہ جوتے رکھے ہوئے تھے، دیکھ کر کہنے لگا: جوتے تو بہت خوب ہیں، شاہ صاحب کہنے لگے: مل جائیں گے، جب اگلی مرتبہ آؤ گے۔ چند دنوں کے بعد شاہ صاحب نے اس سے رابطہ کیا اور ظرافت طبع کے طور پر ارشاد فرمایا: آتے ہوئے مکھن لے کر آنا، جوتے تیار ہیں۔ واہ، سبحان اللہ کیا بات ہے؟

چوتھا پروگرام:

بعد نماز ظہر جامع مسجد مریم جاتی شہر میں منعقد ہوا، یہاں پر ہمارے میزبان حضرت مولانا اقبال صاحب تھے، جنہوں نے جلسہ کا بہت اچھا انتظام کر رکھا تھا۔ تلاوت، نعت اور بیانات ہوئے لوگوں کی کثیر تعداد نے پروگرام میں شرکت کی رب کریم قبولیت نصیب فرمائے۔

قافلہ اکابر کی سرپرستی میں جاتی سے چوہڑ جمالی روانہ ہوا، نماز عصر راستہ میں ایک مدرسہ میں ادا

کی، جہاں مدرسہ کے مہتمم صاحب نے مختصر مگر پُرمحبت اکرام کیا۔ ایک مرتبہ پھر سفر شروع ہوا چوہڑ جمالی پہنچنے کے لئے راستہ میں مین سڑک سے کچھ اندر جا کر ایک دربار مشہور ہے "شاہ یقیق" کچھ دوست اس کی شہرت کے پیش نظر دربار پر جا کر دیکھنا چاہتے تھے کہ کیا حقیقت ہے؟ بندہ ناکارہ سے پوچھا: آپ کا کیا مشورہ ہے؟ میں نے کہا: ہم تو اپنے بزرگوں کے پیچھے ہیں یعنی کہ اگر چکر لگ جائے تو دیکھ لیتے ہیں، وقت ہمارے پاس کم تھا، تاہم ہم قافلہ کے ہمراہ دربار شاہ یقیق پر پہنچ گئے۔ حضرت مولانا محمد صالح اور حضرت مولانا مفتی نذیر احمد صاحب گاڑی میں تشریف فرما رہے اور ان کا اس جگہ پر نہ جانا ہی بہت مناسب تھا، بس حدود دربار میں ہی خرافات کے انبار پر نظر پڑی، بس کیا لکھوں؟ کیا کہوں؟ ایک طوفان شرک و بدعت برپا تھا۔ عورتوں اور نوجوان بچیوں کا ایک سیلاب دیوانوں کی طرح ادھر ادھر پھر رہا تھا، جیسے یہ انسانوں کی بستی نہیں بلکہ حیوانوں کی جولان گاہ ہے، جیسے جیسے اصل مرکز کی طرف جاتے گئے، واللہ بندہ ناکارہ کی طبیعت بوجھل اور تکدر ہوئی دربار کے اندر جانے کی تو ہمت ہی نہ ہوئی جس پاک نبی نے اپنی امت کو قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے روکا تھا، ایک رب کریم کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا تھا، اس نبی خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آج جاہلوں کی طرح قبروں پر ماتھا رگڑ زار و قطار چیخ و پکار کر رہی ہے۔ بس میرا جی اس منظر کو کاغذ پر لانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ قارئین خود ہی قیاس سے کام لیں۔

حدود دربار میں ہی ہمیں نماز مغرب کا وقت ہو گیا تاہم جلدی سے وہاں سے پھر سفر شروع کیا چوہڑ جمالی یہاں سے قریب ہی تھا، وہاں پہنچ کر فوراً نماز مغرب ادا کی، یہاں پر ہمارے منتظم محترم اور میزبان جناب بھائی حافظ فضل اللہ تھے جنہوں نے نہایت گرم جوشی سے اپنے اساتذہ کرام اور مہمانانِ گرامی کا استقبال کیا، نماز عشاء سے قبل چائے نوش کی، خوب مزے کی چائے تھی، نماز عشاء جلسہ گاہ جامع مسجد محمدی چوہڑ جمالی میں ادا کی، جہاں پر مسجد کے امام و خطیب مولانا عبدالعزیز جتوئی ہمارے منتظر تھے، بڑی بشاشت سے ملے، اس مسجد محمدی کی بنیاد مولانا جتوئی کے والد گرامی نے رکھی اور تقریباً ۵۰ سال اس مسجد کی خدمت کی، بہت نیک اور اللہ والے تھے، مقامی احباب ان کی خدمات کے بڑے قدرداں اور معترف ہیں۔

پروگرام کا آغاز حسب دستور تلاوت کلام پاک سے ہوا، نعت رسول کے بعد مولانا محمد عیسیٰ چانڈیو کا دلنشین آواز میں وعظ ہوا، بعدازاں بندہ ناکارہ نے تحفظ ختم نبوت کے کام کی افضلیت اہمیت اور فوقیت کے عنوان پر تقریباً ۵۰ منٹ بیان کیا الحمدللہ! تمام احباب نے آخر وقت تک جم کر بات سنی، بیان کے اختتام پر یہ منظر قابل دید تھا، جب راقم نے مجمع سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ اس مسجد کے نمازیوں میں سے دس احباب کھڑے ہو جائیں جو یہاں مولانا جتوئی صاحب کی سرپرستی میں تحفظ ختم نبوت کے لئے کام کریں گے۔ یقین کیجئے، دیکھتے ہی دیکھتے تمام سامعین اٹھ کھڑے ہوئے اور نعرہ تکبیر لگایا اور اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کیا، ختم نبوت زندہ باد کی صدائے بازگشت سے چوہڑ جمالی کے در و دیوار گونج اٹھے، راقم کی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ برادرم محترم جناب حافظ فضل اللہ نے مقامی مسجد کے صحن میں رات کے آرام کا بہت اچھا انتظام کیا، رب کریم قبولیت نصیب فرمائے۔ آمین۔

تیسرے روز جناب حافظ فضل اللہ کی قیادت میں قافلہ چوہڑ جمالی سے براستہ سجاول آمڑہ کے لئے روانہ ہوا، قبل از ظہر تقریباً ۱۲ بجے کے قریب ہم لوگ آمڑہ پہنچ گئے، جہاں ہمارے اصل میزبان حضرت مولانا حافظ محمد رمضان صاحب تھے جو اپنی ناسازی طبع کی وجہ سے علاج کے سلسلہ میں دور تشریف لے گئے، مگر ان کے نمائندگان نے آپ کی کمی ہر صورت پر پوری کی محترم جناب بھائی محمد قاسم بہت ہی خوش طبع، ملنسار اور دھیمے مزاج کے آدمی ہیں۔ انہوں نے خوب سے خوب تر ہماری خدمت کی، اتنی دیر میں حضرت مولانا مفتی نذیر احمد اور حضرت مولانا غلام حسین بھی تشریف لے آئے قبل از ظہر کھانا تناول کیا۔

بعد ظہر پروگرام کا آغاز ہوا، چوہڑ جمالی اور آمڑہ میں نقابت کے فرائض بھائی حافظ فضل اللہ نے سرانجام دیئے۔ تلاوت و نعت کے بعد مولانا غلام حسین مدظلہ جو مدرسہ دارالفیوض سجاول کے قابل

بے راہ روی اور فحاشی، برطانیہ میں ایک لاکھ افراد نے اسلام قبول کرلیا

لندن (جنگ نیوز) مغربی ممالک میں پھیلی بے راہ روی اور فحاشی کے باعث غیر مسلموں کے اسلام قبول کرنے کی شرح تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ برطانیہ میں ایک لاکھ افراد اسلام قبول کر چکے ہیں جبکہ ہر سال پانچ ہزار دو سو افراد حلقہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ برطانوی جریدے "اکنامسٹ" کے مطابق اسلام قبول کرنے والوں میں زیادہ اکثریت ان کی ہے جو کئی برسوں سے مسلمانوں کے ساتھ رابطے میں ہیں۔ برطانیہ میں خواتین کی دو تہائی اکثریت نے اس لئے اسلام قبول کیا کہ وہ کسی مسلمان سے شادی کرنا چاہتی تھیں دیگر لوگ اس لئے اسلام کی طرف مائل ہو رہے ہیں کہ وہ برطانوی معاشرے میں پھیلی بے راہ روی اور فحاشی سے تنگ آ چکے ہیں۔ جریدے کے مطابق اسلام قبول کرنے میں جیلیں موثر جگہ ثابت ہو رہی ہیں۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۰، اکتوبر ۲۰۱۳ء)

استاد ہیں نے مفصل علاقائی زبان میں بیان کیا۔ عقیدۂ ختم نبوت، سیدنا مسیح علیہ السلام کے رفع و نزول، امام مہدی علیہ الرضوان کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔ بعدازاں اس ناکارہ نے ماحول کو مدنظر رکھتے ہوئے ابتدائی چند منٹوں میں مولانا غلام حسین کے تفصیلی مضمون کا اجمالی خاکہ پیش کرکے ایک مرتبہ پھر عقیدہ ونظریہ لوگوں کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کی اور پھر رب کریم کی توفیق سے اصلاح معاشرت، فکرِ آخرت، تربیت اولاد پر تفصیلی گفتگو کی، جسے سامعین نے خوب پسند کیا۔ الحمدللہ! قبل ازعصر پروگرام اختتام پذیر ہوا بعد عصر اگلی منزل کے لئے رفقاء قافلہ تیار بیٹھے تھے، نماز کے بعد سفر شروع ہوا۔

اس سہ روزہ تحفظ ختم نبوت قافلہ کی آخری منزل دوڑ شہر میں پیغام مصطفیٰ کانفرنس تھی، جس کا اہتمام ہمارے میزبان گرامی قدر محترم جناب قاری عبدالعزیز اور قاری عبدالغفور صاحب اور ان کے رفقاء نے کیا تھا۔ نماز مغرب دوڑ شہر میں قاری عبدالغفور صاحب کے مدرسہ سے ملحق مسجد میں ادا کی بعد نماز عشاء پروگرام شہر کے وسط میں قائم قاری عبدالعزیز کی جامع مسجد میں منعقد ہوا۔ تلاوت ونعت اور اس کے بعد مولانا غلام حسین نے خوب تفصیلی خطاب کیا۔ حضرت مولانا محمد صالح مدظلہ اور مولانا مفتی نذیر احمد مدظلہ بھی قابل از عشاء تشریف لے آئے، مولانا محمد صالح صاحب نے بھی بیان کیا آخر میں بندہ ناکارہ نے تقریباً ایک گھنٹہ پر مشتمل بعنوان ''صداقتِ اصحاب پیغمبر'' کے موضوع پر بیان کیا اور کذب مرزا پر تفصیلی روشنی ڈالی، اس سہ روزہ تحفظ ختم نبوت کے تبلیغی دورہ میں مقامی احباب نے بڑی محبت کا اظہار فرمایا، تمام علاقوں کے لوگوں نے پروگراموں کے سلسلہ میں خوب محنت کی، جن کے نام زیرقرطاس آگئے وہ بھی اور جو رہ گئے وہ بھی سب شکریہ کے مستحق ہیں۔ رب کریم تمام حضرات کے ساتھ اس ناکارہ کی بھی معمولی سی محنت کو بروز قیامت شفاعت کا سبب بنادے۔ آمین۔

بروز پیر دوڑ سے قافلہ بخیر وخوبی کراچی کی طرف روانہ ہوا اور الحمدللہ گیارہ بجے کے قریب مرکز ختم نبوت پرانی نمائش پہنچ گیا، آیئے عزم کرتے ہیں کہ جب تک زندگی ہے تحفظ ختم نبوت کے مشن کی صدا بلند کرتے رہیں گے، انشاءاللہ تعالیٰ۔ (آمین) ☆

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیرانتظام

کراچی میں چرمِ قربانی جمع کرانے کے لئے رابطہ نمبرز

پرانی نمائش	جامع مسجد باب الرحمت	0321-2277304, 0333-3060501	نارتھ کراچی	0333-3606177, 0333-3534697
ریاض مسجد	دہلی مرکنٹائل سوسائٹی	0333-2403694, 0300-8240567	عائشہ مسجد، بلدیہ ٹاؤن	0332-2454681
روفیل کھنڈ سوسائٹی		0333-2157085, 0323-2001736	پیٹرول	0333-2493677
عالمگیر مسجد	عالمگیر سوسائٹی	0321-2627017	اورنگی ٹاؤن	0334-3947670
الکبریا مسجد	دھوراجی کالونی	0321-2627016	اتحاد ٹاؤن	0333-3580811
مدنی مسجد	بلوچ کالونی	0300-3716592,0300-9213010	ماڑی پور	0300-9223988
دادا بھائی ٹاؤن		0321-2535455	اقصیٰ مسجد ملیر/شاہ فیصل کالونی	0333-2245852
جامع مسجد عائشہ	منظور کالونی	0333-8164488	قائم آباد، لقمانی ٹاؤن	0321-3796371
جامع مسجد پی آئی بی	پی آئی بی کالونی		بھینس کالونی	0300-2040411
جامع مسجد عائشہ باوانی	بفرزون	0300-2215163	مسجد اقصیٰ، شاہ لطیف ٹاؤن	0333-3619246
پاکستان چوک		0300-2276606, 0332-2510815	توحید مسجد، گلشن حدید	0343-2412943,0333-2300856
مجوڑی مسجد	دہلی کالونی	0300-2974520, 0300-2605807	المصطفیٰ مسجد، اسٹیل ٹاؤن	0333-2578711,0335-3022382
فلاح مسجد	فیڈرل بی ایریا	0300-2700626, 0300-2242764	عبیم مسجد، بھٹائی کالونی کورنگی	0332-3367144

شعبہ نشرواشاعت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

021-32780337
021-32780340
021-34234476

قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی

مصدقہ رپورٹ

- ...... ایک ایسی سرکاری دستاویز جو ہر لحاظ سے مستند اور قابل اعتماد ہے۔
- ...... قادیانی گروپ کے گرو مرزا ناصر کی ۱۱ دن قومی اسمبلی میں درگت کی لمحہ بہ لمحہ کاروائی کا عبرتناک نظارہ۔
- ...... مرزائی لاہوری گروپ کے گرو، یکے بعد دیگرے کیسے ڈھیر ہوئے؟
- ...... اکیس دن قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کا ایک ایک حرف سرکاری سطح پر شائع ہوگیا۔
- ...... اس اکیس روزہ قومی اسمبلی کی کاروائی کو حکومت نے اکیس حصوں میں شائع کیا۔
- ...... ہم نے ان اکیس حصوں کو ۵ ضخیم جلدوں میں شائع کردیا ہے۔
- ...... جلد اوّل جو سرکاری ایڈیشن کے حصہ ۱، ۲، ۳ کا مجموعہ ہے۔ اس کے ۵۷۶ صفحات ہیں۔
- ...... جلد دوم جو سرکاری ایڈیشن کے حصہ ۴، ۵، ۶، ۷، ۸ کا مجموعہ ہے۔ اس کے ۵۶۸ صفحات ہیں۔
- ...... جلد سوم جو سرکاری ایڈیشن کے حصہ ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲ کا مجموعہ ہے۔ اس کے ۵۵۲ صفحات ہیں۔
- ...... جلد چہارم جو سرکاری ایڈیشن کے حصہ ۱۳، ۱۴، ۱۵ کا مجموعہ ہے۔ اس کے ۵۳۲ صفحات ہیں۔
- ...... جلد پنجم جو سرکاری ایڈیشن کے حصہ ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱ کا مجموعہ ہے۔ اس کے ۷۲۰ صفحات ہیں۔
- ...... ہر جلد کے اوّل میں اس کی فہرست موجود ہے۔
- ...... گویا مکمل حکومتی شائع شدہ قومی اسمبلی کی قادیانی مسئلہ پر بحث کا ریکارڈ ۵ جلدوں اور دو ہزار نوسو باون صفحات پر مشتمل چھپ کر آپ کی دسترس میں ہے۔
- ...... قومی اسمبلی میں حق تعالیٰ نے ممبران کے سامنے قادیانیت کے کذب کو کس طرح آشکارا کیا، حق و باطل کے اس معرکہ کی کاروائی کا ایک ایک لفظ قادیانیت کی ذلت کا نشان بن گیا ہے۔
- ...... اس کتاب کے شائع ہونے پر دنیائے قادیانیت کے ہر فرد کے لئے ''اتمام حجت'' ہوگیا ہے۔
- ...... قادیانی قیادت اپنے عوام کے سامنے منہ چھپانے پر مجبور ہوگئی۔
- ...... حق کی فتح، قادیانیت کی واضح ذلت آمیز شکست کا حال اپنی نظروں سے ملاحظہ کیجئے۔
- ...... عمدہ کمپیوٹر کتابت، اعلیٰ طباعت، قیمتی دبیز کاغذ، شاندار جلد، چہار رنگا ٹائٹل، ہزاروں صفحات، ۵ جلدوں پر مشتمل مکمل سیٹ کی **رعایتی قیمت ایک ہزار روپیہ** ہے۔ محصول ڈاک اس کے علاوہ ہے۔ اس سے زیادہ سستی کتاب کا تصور بھی مشکل ہے۔ آج ہی عالمی مجلس کے دفاتر یا مرکزی دفتر سے طلب کیجئے۔ قیمت کا پیشگی آنا ضروری ہے۔ وی. پی ہرگز نہ ہوگی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی تحفظ ناموس رسالت اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لیے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت کو دیجیے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی جماعت ہے۔
☆ یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔
☆ تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔
☆ اندرون و بیرون ملک 50 دفاتر و مراکز 12 دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔
☆ لاکھوں روپے کا لٹریچر عربی، اردو، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کیے جاتے ہیں۔
☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام، ہفت روزہ ''ختم نبوت'' اور ماہانہ ''لولاک'' ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔
☆ چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالیشان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔
☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے، جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، مدرسہ اور دار التصنیف بھی مصروف عمل ہیں۔
☆ ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔
☆ ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔
☆ اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکا میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔
☆ افریقا کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے 30 ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں مخیّر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں۔

ترسیل زر کا پتہ

مرکزی دفتر عالمی مجلسِ تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 4783486 , 4583486 -061
اکاؤنٹ نمبر UBL-3464 حرم گیٹ برانچ ملتان
جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ، کراچی
021-32780337 , 021-34234476
Fax: 021-32780340
اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک، بنوری ٹاؤن برانچ

اپیل کنندگان

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ